ادخال السرور بتلاوة القرآن عند القبور عرف

قبر پر قرآن خوانی

تصنیف

ملک التحریر مناظر السلام
حضرت علامہ مفتی حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب
مدظلہ العالی (بہاولپور)

باہتمام

جناب علامہ عطاء الرسول اویسی صاحب

ناشر: قطب مدینہ پبلشرز
کھارادر کراچی فون: 0320 - 4027536

نام کتاب : قبر پر قرآن خوانی

مصنف: ملک التحریر مناظر اسلام حضرت علامہ مُفتی حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب

بااہتمام : جناب علامہ عطاء الرّسول اویسیؔ صاحب

ناشر: قطبِ مدینہ پبلشرز کھارادر کراچی

فون 0320-4027536:

اشاعت جدید:

ضخامت : صفحات

قیمت : روپے

کمپوزنگ : عمیر قادری کمپوزنگ

☆ ملنے کا پتہ ☆

١۔ مکتبہ اویسیہ رضویہ، سیرانی روڈ، بہاولپور۔

٢۔ مکتبہ غوثیہ فیضان مدینہ مرکز سبزی منڈی نمبر ١ کراچی فون 4943368

٣۔ مکتبہ المدینہ فیضان مدینہ مرکز سبزی منڈی / شہید مسجد کھارادر کراچی 2314045

٤۔ مکتبہ المصطفیٰ / ٥۔ مکتبہ قاسمیہ رضویہ برائٹ کارنر، سبزی منڈی کراچی۔

٦۔ ضیاء الدین پبلشرز شہید مسجد کھارادر کراچی فون 203918

٧۔ مکتبہ رضویہ، گاڑی احاطہ آرام باغ کراچی فون 2637897

٨۔ مکتبہ البصریٰ چھوٹی گٹی حیدر آباد سندھ فون 641926

٩۔ مدنی کیسٹ ہاؤس مرکز اویس دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور / ١٠۔ سنی کتب خانہ۔ مرکز ١٠۔ اویس دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور ١٠۔ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور

١١۔ قادری کتب خانہ ٩٠ سیھٹی پلازہ علامہ اقبال چوک سیالکوٹ فون 591008

١٢۔ مکتبہ ضیائیہ بوھڑ بازار راولپنڈی فون 552781

١٣۔ مکتبہ غوثیہ عطاریہ، ریل بازار، وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ۔ / ١٤۔ مکتبہ المعراج چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(پیشِ لفظ)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

یہ رسالہ قبر پر قرآن خوانی صرف اس لیے لکھا گیا ہے کہ ہمارے دور کے معتزلہ (وہابی، دیوبندی اور ان کے ہمنوا فرقے) مردہ دشمنی میں عوام اہلِ اسلام کو قبور پر قرآن پڑھنے سے نہ صرف روکتے ہیں بلکہ ایسے عمل کو بدعت اور حرام گردانتے ہیں حالانکہ یہ ان کو بھی مسلم ہے کہ قرآن مجید جہاں پڑھا جائے وہاں رحمت کا نزول ہوتا ہے اور اہلِ قبور کو سکون ملتا ہے ان سے عذاب ٹل جاتا ہے۔

اور یہ بھی روایت میں ہے کہ شبِ جمعہ کو قبر کے عذاب سے امان و سلامتی نصیب ہوتی ہے اسی لیے بعض خوش بخت میت کے ورثہ شبِ جمعہ تک قبر پر سے قرآن خوانی کراتے ہیں اور ظاہر ہے کہ میت کو قبر میں کتنا مصائب و مشکلات کا سامنا ہے فقیر نے تفصیل دوسری جگہ لکھ دی ہے۔

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(تمہید)

نحمدہ ونصلی وسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد ! دیوبندی وہابی فرقے چونکہ معتزلہ کی شاخ ہیں اسی لیے ان کے اصول پر قبور پر قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کے منکر ہیں، ہم اہلسنت کہتے ہیں کہ چونکہ میت عام قبر میں دریا میں ڈوبے ہوئے کی طرح ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف) میں ہے اس کے واحد سہارا اپنے اعمال صالحہ ہیں لیکن وہ زہے نصیب اسی لیے ہم ڈوبے کو تنکے کا سہارا کے طور پر بحکم رسول اکرم ﷺ ایصالِ ثواب پر عمل کرتے ہوئے اس کی مختلف طریقے اپناتے ہیں تاکہ کسی طریقہ سے بندہ خدا کو نجات نصیب ہو اور خیر خواہی بھی اسی کا نام ہے۔

دوست ان باشد کہ گیر درست دوست
در حالت پریشانی و دوتاندگی

دوست وہ ہے جو دوست کی پریشانی اور عاجزی میں مدد کرے، معتزلہ چونکہ اندرون خانہ یہودی تھے اور اسلام کے بدترین دشمن اسی لیے انہوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اصول اسلام کے مٹانے کی ٹھانی ان کا ایک من گھڑت عقیدہ یہ بھی تھا کہ قبر کا عذاب و ثواب کچھ نہیں اور نہ ہی عالمِ

برزخ کا کوئی وجود ہے، اسی قاعدہ کو محمد بن عبدالوہاب اور اس کے پیرو کار وہابی دیوبندی مختلف رنگوں سے سجا کر عوامِ اہلِ اسلم کو بھکایا جیسا کہ فقیر نے ابلیس تا دیوبند کتاب میں تفصیل سے لکھا ہے، اگرچہ یہ صاحبان معتزلہ کو ہزار نفریں پڑھیں لیکن حقیقت کب چھپ سکتی ہے ورنہ یہ صاحبان ان عقائد و مسائل میں روڑے کیوں اٹکاتے ہیں مثلاً جب وہ مانتے ہیں کہ میت کو مرنے کے بعد ایصالِ ثواب کرنا چاہیے اور اس سے میت کو بہت بڑا فائدہ پہنچتا ہے ایصالِ ثواب کے مختلف طریقوں کا انکار کیوں یہ کہنا کہ یہ بدعت ہے محض بہانہ ہے ورنہ اصولی طور پر ایصال ثواب تو بدعت نہیں صرف طریقہ بدعت ہے اور فقیر بار بار عرض کر چکا ہے کہ طریقہ بدلنے سے شریعت نہیں بدلتی اس کے باوجود فقیر آخر میں اس کا جواب عرض کرے گا، لیکن یاد رکھیے کہ قرآن کل بہیئت کذائیہ موجودہ طریقہ میں ہونا صرف ایک نہیں ہزاروں بدعات پر مشتمل ہے۔ (تفصیل فقیر کے رسالہ "بدعات القرآن" میں ہے)

اس لیے کہ حضور علیہ السلام کے دور میں قرآن مجید صرف صحابہ کے سینوں میں محفوظ تھا یا چند لکھے پڑھے صحابہ کرام کے ہاں پاک ہڈیوں اور پتھروں اور کھجور وغیرہ اور کپڑوں کے ٹکڑوں میں مکتوب تھا، اگر یار لوگوں کا عذر بدعت مان لیا جائے تو ایسی تمام عبادات اور امور شرعیہ کو چھوڑیں تو جس طرح انہیں یہ بدعات گوارہ ہیں تو میت کو عذاب الٰہی سے بچانے کے لیے ایصالِ ثواب کو مان کر قل خوانی کا انکار چھوڑ دیں ورنہ ہمیں کہنے دیجیے کہ یہ معتزلہ کے ذانت ہیں جو کہ وہ مر گئے تو یہ اپنی یادگار چھوڑ گئے اس کے باوجود

فقیر تصریحات عرض کرتا ہے جس سے ثابت ہے کہ جب تک قرآن مجید اوراق میں محفوظ نہ ہوا قبور پر یا گھر پر قرآن پڑھ کر اموات کو ثواب بخشا جاتا رہا ایسے ہی جب اوراق میں محفوظ ہوا تو فقہاء کرام نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وهذا اكتاب انزلنه مبارك (پ ۷)

"اور اس کتاب کو ہم نے بابرکت بنا کر اتارا ہے"

اس آیت کریمہ کے تحت حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

عن حميد الا عرج قال من قراء القرآن وختمه ثم دعا من على دعائه اربعة الا ف ملك ثم لا يزالون يدعون له ويستغفرون ويصلون عليه الى المناء اوالى الصباح

(تفسیر روح البیان پ ۷ سورہ انعام)

یعنی حضرت اعرج سے مروی ہے کہ جو شخص قرآن پاک ختم کرے اور پھر دعا مانگے تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں اور پھر ہمیشہ اس کے لیے صبح و شام دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

اسی مسئلہ کو فقیر یہاں تفصیل سے عرض کرنا چاہتا ہے یعنی قبر پر قرآن خوانی،

مقدمہ

قبر پر قرآن مجید پڑھنا جائز ہے اس سے صاحبِ قبر کو فائدہ پہنچتا ہے بلکہ بہت عذابی مردے اس عمل کی برکت سے عذاب قبر سے نجات پا گئے، پڑھنے والا محض رضائے الٰہی کے لیے پڑھتا ہے تو اسے بھی اجر و ثواب ہو گا اسے وہابیوں دیوبندیوں کی طرح حرام و ناجائز اور حسبِ عادت بدعت کہنا دین سے بغاوت ہے، قبر پر قرآن خوانی کے مسئلہ کو سمجھنے سے پہلے ایک مقدمہ ضروری ہے۔ ملاحظہ ہو۔

قرآن و حدیث فقہ اور اجماع صحابہ سے زندہ مسلمانوں کی دعا و خیرات مردہ مسلمانوں کے حق میں نافع ہونا ثابت ہے "

قرآن حکیم میں بہت آیات دعوات اموات پر متضمن ہیں، اور ان سے ایصالِ ثواب کا حکم ظاہر ہوتا ہے، چنانچہ چند آیات درج کی جاتی ہیں۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ یعنی وہ لوگ جو ان دونوں جماعتوں مہاجرین و انصار کے بعد آئے وہ کہتے ہیں (اور دعائیں مانگا کرتے ہیں) کہ اے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں، (سورہ حشر)

فائدہ:۔ ان دعا میں مردے بھی شامل ہیں پس اگر اس دعا سے مردوں کو نفع نہ ہوتا جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو پچھلوں کے حق

میں بطریقہ مدح ظاہر نہ فرماتا۔ بلکہ یہ دعا عبث سمجھی جاتی۔

۲۔ رب اغفرلی ولوالدی ولمن دخل بیتی مؤمناً وللمؤمنین والمؤمنات اے میرے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو شخص ایمان لا کر میرے گھر میں (پناہ لینے) آیا ہے اس کو اور تمام مسلمان مرد اور عورتوں کو بخش دے (سورہ نوح) ابن کثیر نے کہا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جمیع مومنین و مومنات کے لیے دعا فرمائی خواہ زندہ ہوں یا مردہ، اور حدیث میں بھی اس طرح دعا کرنا مروی ہے خطیب نے کہا کہ ضحاک رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کی امت کے مومنین و مومنات بھی اس دعا میں شامل ہیں۔"

کیونکہ قیامت تک کے مومنین و مومنات کے واسطے نوح علیہ السلام نے دعا فرمائی ہے۔

۳۔ بیٹے کو حکم ہوا کہ والدین کے لیے یوں دعا کرے۔

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا (بنی اسرائیل)

اے رب میرے والدین پر رحم فرما، جیسا کہ انہوں نے بچپن میں (مجھ پر رحم کیا) مجھ کو پالا، اگر انسان کا عمل دوسروں کے لیے مفید نہ ہوتا تو بیٹے کی دعا والدین کے حق میں بے فائدہ ہوتی۔

۴۔ الذین یحملون العرش ومن حوله یسبحون بحمد ربهم ویؤمنون به ویستغفرون للذین آمنوا ربنا وسعت کل شیئی رحمة و علما فاغفر للذین تابو اوتبعو سبیلک وقهم عذاب الجحیم۔

یعنی وہ ملائکہ جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو عرش کے گرداگرد ہیں ہمہ

وقت اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں، اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے مغفرت کی دعا مانگا کرتے ہیں، کہ اے ہمارے پروردگار تیری رحمت اور تیرا علم سب چیزوں پر حاوی ہے، جو لوگ تیری جناب میں توبہ کرتے ہیں اور تیرے راستہ (دین) پر چلتے ہیں ان کو بخش دے اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا، اے میرے پروردگار ان کو (بہشت کے) ہمیشہ رہنے والے باغوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کے باپ دادوں اور ان کی بیویوں اور ان کی اولادوں میں سے جو نیک ہوں انکو بھی۔

فائدہ: اس آیۃ کریمہ سے طلب مغفرت کا جواز ثابت ہوا اور معلوم ہوا کہ یہ طلبِ مغفرت مومنین کے حق میں نافع ہے۔

۵۔ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِى الارض

ملائکہ اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح وتقدیس میں لگے رہتے ہیں، اور جو لوگ زمین میں رہتے ہیں ان کے گناہوں کی معافی مانگا کرتے ہیں۔

خلاصہ:

قرآن کریم کی مذکورہ آیات سے زندوں کی دعا اموات کے لیے پیغمبروں کی دعا اگلی پچھلی امتوں کے لیے ملائکہ کی دعا اہلِ زمین کے لیے اس قدر متعدد طریقوں سے تلقین کی گئی ہے جس کے بعد کسی صاحبِ عقل وفہم کو تردد کی گنجائش نہیں رہتی اور یہ سب کچھ تعلیم ہی کے لیے ہے، جس سے

ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے لیے اپنے گزرے ہوئے بزرگوں، مقتداؤں، عزیزوں اور دوستوں کو ہمیشہ نیک دعاؤں میں یاد رکھنا منشائے ربانی ہے اور موجبِ تحسین ورضائے رحمانی اللہ تعالیٰ اہلِ اسلام کو توفیق خیر عطا فرمائے کہ وہ ہمیشہ اپنے اموات کو دعوات صالحہ وایصالِ ثواب میں یاد رکھیں اور نفع پہنچائیں۔

احادیث مبارکہ

۱۔ ابوداؤد و نسائی سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے انہوں نے عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ سعد کی ماں کا انتقال ہو گیا تو کون سا صدقہ (اس کے لیے کرنا) بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا "پانی کا صدقہ کرنا (کہ اس کی وہاں کمی تھی اور ضرورت تھی) انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے، یعنی اس کا ثواب سعد کی ماں کو پہنچے۔

۲۔ صحیح بخاری و مسلم میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں کہ "ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ میری ماں دفعتاً مر گئی اور میرا گمان ہے کہ وہ اگر کچھ بولتی تو صدقہ کرتی تو کیا اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے ثواب پہنچے گا، ارشاد فرمایا "ہاں اس حدیث کے تحت میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ لمعات میں فرماتے ہیں کہ

فی الحدیث دلیل علی ان ثواب الصدقة یصل الی المیت وکذاحکم الدعاء ھذا مذھب اھل الحق واختلفو فی العبادات البدنیه کالصلٰوة وتلاوة القرآن والمختار نعم قیاساً علی

الدعاء

اس حدیث میں اس امر پر دلیل ہے کہ میت کو صدقہ کا ثواب پہنچتا ہے، اور دعا کا بھی یہی حکم ہے اور اہلِ حق کا یہی مذہب ہے اور عبادت بدینہ مثلاً نماز و تلاوت قرآن میں اختلاف ہے، اور مذہب مختار یہ ہے کہ دعا پر قیاس کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ ان کا بھی ثواب پہنچتا ہے،

۳۔ ابوداؤد بروایت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عاص بن وائل نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے سو غلام آزاد کیے جائیں اور اس کے بیٹے ہشام نے پچاس غلام آزاد کر دیئے اس کے دوسرے بیٹے عمرو نے باقی پچاس کو آزاد کرنا چاہا تو کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لوں، حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے باپ نے سو غلام آزاد کرنے کی وصیت کی تھی اور ہشام نے پچاس آزاد کر دیئے اور پچاس باقی ہیں کیا میں آزاد کر دوں، ارشاد فرمایا "اگر وہ مسلمان ہوتا، تو تم اس کی طرف سے آزاد کرتے یا صدقہ کرتے یا حج کرتے اسے پہنچتا۔"

حضرت شیخ نے فرمایا قوله لو كان مسلماً دل على ان الصدقة لا تنفع الكافر و لا تنجيه وعلى ان المسلم تنفعه العبادة المالية والبدنية، یعنی اس سے معلوم ہوا کہ کافر کو نا صدقہ نفع دے اور نہ اس کو نجات دے اور مسلمانوں کو عبادت مالی اور بدنی دونوں سے نفع پہنچتا ہے۔

۴۔ من قراء اخلاص احد عشر مرة وهب اجرها للاموات اعطى من الاجد بعدد الاموات جس نے گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ

کر اس کا ثواب مردوں کو بخشا تو مردوں کی تعداد کے برابر اس پڑھنے والے کو ثواب ملے گا۔

۵۔ حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں، اور حج کرتے ہیں تو کیا انہیں یہ پہنچتا ہے ارشاد فرمایا کہ بے شک وہ ان کو پہنچتا ہے، اور بے شک وہ اس سے خوش ہوتے ہیں، جیسا تم میں سے کسی کے پاس طبق ہدیہ کیا جاتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے اس حدیث کو بھی امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں ذکر کیا ہے۔

۶۔ حضور اقدس ﷺ نے دو سینگ والے خوبصورت مینڈھوں کی قربانی کی اور اپنے دست مبارک سے ذبح کیے اور فرمایا۔

بسم اللّٰہ واللّٰہ اکبر ھذا عنی وعمن لم یضح من اُمتی

الٰہی یہ میری طرف سے ہے، اور میری امت میں اس کی طرف سے جس نے قربانی نہیں کی، رواہ احمد و ابو داؤد والترمذی عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

۷۔ حنش کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو مینڈھوں کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا میں نے اس کا سبب پوچھا تو فرمایا۔

ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اوصانی ان اضحی عنہ

رسول اللہ ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ میں حضور ﷺ کی طرف سے قربانی کروں۔ (رواہ ابو داؤد)

۸۔ ایک شخص نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے سوال کیا اور کہا کہ میرے والدین تھے کہ میں ان کی زندگی میں ان کے ساتھ سلوک کرتا تھا اب

ان کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ کس طرح بھلائی کروں، ارشاد فرمایا نیکی کے بعد نیکی یہ ہے، کہ اپنی نماز کے ساتھ ان کے لیے نماز پڑھ اور اپنے روزے کے ساتھ ان کے لیے روزے رکھ (یہاں ان کے لیے نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کے یہی معنیٰ ہیں کہ نماز روزہ کا ایصالِ ثواب کیا جائے، نہ یہ کہ ان کی طرف سے نماز پڑھ کر فرائض و واجبات کا ان کے ذمہ میں سے ساقط کرنا اگرچہ عملِ خیر سے اس صورت میں بھی نفع پہنچانا ثابت ہو گا، مگر مراد معنے اول ہے، اس لیے ایک حدیث میں آیا ہے۔

لاِیصلی احد عن احدو لا یصوم احد عن احد۔

ایک شخص دوسرے کیطرف سے نہ نماز پڑھ سکتا ہے اور نہ روزہ رکھ سکتا ہے، اسی واسطے اس حدیث میں لہا فرمایا عنہما نہیں فرمایا۔ اور اس حدیث میں عن احد فرمایا لاحد نہ فرمایا۔

۹۔ عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من دخل المقابر فقراء سورہ یٰس خفف عنہ یومئذٍ

(جو قبرستان میں جاکر سورہ یٰسین پڑھے، اس دن مردوں سے تخفیف ہو جاتی ہے، ان احادیث سے بخوبی ثابت ہے کہ زندوں کے اعمال صدقہ وغیرہ سے اموات کو نفع پہنچتا ہے، اور اپنے اعمال کا ثواب پہنچائے تو ثواب پہنچتا ہے۔ امام ابن ہمام رحمتہ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو فتح القدیر میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے اور مذہبِ اہل سنت والجماعت کو آیات واحادیث سے ثابت کیا ہے اور مطلق ایصالِ ثواب سے انکار کو معتزلہ کا مذہب بتلاتے ہوئے ان کی

دلیل ذکر کر کے اس کے متعدد جواب ذکر کئے ہیں جو شخص ان جوابات کے ملاحظہ کا شوق رکھتا ہو وہ فتح القدیر بحر الرائق کے صفحہ ۳۰۹ اور صفحہ ۵۰۹ کا مطالعہ کر لے انشاء اللہ عزوجل مسئلہ کی پوری تحقیق ہو جائے گی۔

(۱۰) اخراج البخاری و مسلم عن ابی هریره رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلث صدقة جارية اوعلم ينتفع بہ اوولد صالح يدعواله (بخاری اور مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جس وقت انسان مرتا ہے تو اس کے عمل کا ثواب موقوف ہو جاتا ہے مگر تین عملوں کا ثواب باقی رہتا ہے۔ جس میں سے ایک یہ ہے کہ اولادِ صالح اس کے لیے دعا کرتی ہے۔

۱۱۔ امام مالک کی موطا میں سعید بن صالح سے روایت آئی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی طرف سے کہ وہ سوتے میں مر گئے تھے بہت سے غلام آزاد کیے۔

(۱۲) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ جس کے جنازہ پر ۴۰ آدمی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں، بشرطیکہ کسی نے خدا کے ساتھ شرک نہ کیا ہو، اور وہ میت کی شفاعت کریں تو خدا ان کی شفاعت قبول کرتا ہے، رواہ مسلم عن کریب مولی ابن عباس۔

(۱۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترمذی نے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ان الصدقه تطفئی غضب

الرابیبی صدقہ بجھادیتا ہے آتش غضب الٰہی کو اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا الصدقة تطفئ الخطيئة كما يطفئى الماء النار صدقہ دینا بجھادیتا ہے، گناہ کو جیسا کہ بجھادیتا ہے پانی آگ کو۔

(۱۴) اخرج الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول مامن اهل بيت يموت منهم ميت فيتصدقون عنه الحديث:

روایت کی طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ کہا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے کوئی اہل بیت سے میت نہیں ہوتی ہے کہ لوگ اس کی طرف سے صدقہ دیں، مگر حضرت جبرائیل علیہ السلام اسے نوری طبق میں رکھ کر لے جاتے ہیں پھر قبر کے کنارے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے صاحب قبر! یہ ہدیہ ہے کہ بھیجا ہے طرف تیری اہل تیری نے پس قبول کر اس کو پس داخل ہوتا ہے اس پر پس خوشی ہوتی ہے بسبب ہدیہ کے میت کو اور غمگین ہوتے ہیں ہمسائے اس کے جن کی طرف نہیں ہدیہ بھیجا گیا۔

(۱۵)۔ مشکوۃ شریف میں حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مرفوع ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے جس نے اپنے والدین کی قبر کی یا دونوں میں سے ایک کی ہر جمعہ کے دن زیارت کی اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور وہ نیکوکار لکھ دیا جائے گا۔

(۱۶)۔ تفسیر کبیر میں ہے ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یا تی قبور الشھدآء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبر تم فنعم عقبی الدار والخلفاء الاربعۃ ھکذایفعلون حضور علیہ السلام شہیدوں کے مزارات پر ہر سال کے شروع میں تشریف لے جاتے تھے اور ان کو اس طرح مخاطب کر کے فرماتے تھے کہ "السلام علیکم بما قبرتم فنعم عقبی الدار یعنی تم پر سلامتی ہو بسبب اس کے کہ تم نے صبر کیا اور اچھا ہوا آخر ٹھکانا۔ اس حدیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ جب رسول اللہ علیہ السلام ہر شروع سال میں شہیدوں کی قبر پر آتے اور بعد فرماتے السلام علیکم بما صبر تم فنعم عقبی الدار کے کچھ پڑھ کر ان کو بخشتے تھے تو ہم لوگ جو ہر سال بزرگوں کے عرس میں حاضر ہو کر کچھ پڑھ کر بخشتے ہیں تو یہ خلافِ طریقہ رسول اللہ نہیں بلکہ اتباع ہے، فعل رسول اللہ اور خلفائے راشدین کا۔

(۱۷) طبرانی نے اوسط میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ میری امت پر اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ جو قبر میں گناہ گار داخل ہوں گے وہ بہ سبب دعا اور استغفار مسلمانوں کے قبر سے بے گناہ ہو کر اٹھیں گے۔

(۱۸)۔ بیہقی نے شعب الایمان میں عبد اللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مردہ کو بند کر کے مت رکھا کرو اس کو جلدی پہنچایا کرو اس کے سر کی طرف سورہ بقرہ کا اول اور اس کے پاؤں کیطرف سورہ بقرہ کا آخر پڑھا کرو۔

(۱۹)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص قبرستان میں جاکر سورہ فاتحہ اور قل ہو اللہ احد اور الھکم التکاثر پڑھ کر مردوں کو بخش دے تو تمام مومنین اور مومنات قیامت کے دن اس کے شفیع ہوں گے۔

(۲۰)۔ کان النبی صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم اذا فرغ من دفن المیت وقف علی قبره وقال ستنغفروا لاخیکم وراسا لو االلّٰہ له التثبیت فانه الآن یسال یعنی نبی علیہ السلام جب فراغت پاتے تھے دفن میت سے ٹھہرتے اس کی قبر پر اور فرماتے کہ مغفرت مانگو اپنے بھائی کی اور دعا کرو کہ اللہ اس کو ثابت اور قائم رکھے وہی جواب وہی ہیں کیونکہ اب اس سے منکر نکیر کا سوال ہوگا یہ حدیث فقیہ شامی نے ردالمختار میں سنن ابو داؤد سے نقل کی ہے۔

حدیث۔

(۲۱) مشکوۃ شریف میں بروایت مسلم موجود ہے یعنی روایت ہے عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا انہوں نے اپنے بیٹے سے جب وہ حالت نزع میں تھے کہ جب میں مر جاؤں نہ ہوئے میرے پاس کوئی عورت نوحہ کرنے والی اور نہ آگ پھر جب دفن کرو مجھ کو ڈالو مجھ پر مٹی آہستہ آہستہ پھر کھڑے ہو جاؤ میری قبر کے گرداگرد اتنی دیر ٹھہرو کہ ذبح کیا جاوے اونٹ اور تقسیم ہو جائے گوشت اس کا تاکہ آرام اور انس پکڑوں تمہارے ساتھ اور جان لوں کہ کیا جواب دوں اپنے پروردگار کے فرشتوں کو روایت کیا اس کو مسلم نے۔

دیکھئے یہ فعل رسول اللہ ﷺ اور صحابہ سے بہت صحیح اور معتمد طور پر ثابت ہے معلوم نہیں لوگوں نے اس کو کیوں ترک کر دیا، چاہیے کہ اہلِ اسلام کی تعمیل کریں اگر سب آدمی نہ ٹھہر سکیں تو میت کے دوست و آشناء و اقرباء میں چند آدمی ضرور ٹھہریں۔ اور پڑھتے رہیں۔ قرآن و استغفار وغیرہ اور دعا کریں میت کے لیے۔

(حدیث ۲۲) بیہقی کی حدیث ہے۔

مردے راہ تکا کرتے ہیں کہ زندوں سے کس طرح کی ان کو مدد پہنچے جس طرح ڈوبنے والا فریاد رسوں کا منتظر رہتا ہے اس حدیث میں اشارہ ہو گیا ماں باپ کو کہ وہ اپنی اولاد کو دعائے خیر سے یاد رکھیں اور بھائی بھائی کو اور دوست دوست کو اس واسطے کہ مردہ ان سب کی طرف امید لگائے رہتا ہے۔

اقوالِ علماء کرام۔

(۱) شرح عقائد میں ہے کہ۔

وفي دعاء الاحياء للاموات وصد قتهم عنهم نفع لهم خلافا للمعتزله

(ترجمہ) زندے! مردوں کے لیے دعا کریں یا ان کیطرف سے صدقہ دیں تو مردوں کو نفع پہنچتا ہے۔

فائدہ:۔

شرح عقائد کی عبارت سے معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب کے منکر معتزلہ میں اہلِ سنت کے نزدیک بالاتفاق بلا نکیر مردوں کو ثواب پہنچتا ہے۔

(۲) امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مستطاب فقہ اکبر کی شرح میں ملا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری لکھتے ہیں۔

نذھب ابوحنیفۃ واحمد وجمھوری السلف الیٰ وصولھا

یعنی امام ابو حنیفہ وامام احمد و جمہور سلف صالحین کا مذہب ہے کہ میت کو ثواب پہنچتا ہے۔

۳۔ قاضی ثناء اللہ صاحب تذکرۃ الموتے میں اس مسئلہ کے متعلق جمع احادیث فرما کر لکھتے ہیں لہذا جمہور فقہاء حکم کردہ است کہ ثواب ہر عبادت بہ میت مے رسد۔ یعنی اسی بناء پر فقہاء نے حکم فرمایا ہے کہ ہر عبادت کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔

۴۔ ہدایہ صفحہ ۲۶۳ مطبوعہ مجیدی جلد اول میں ہے۔

الاصل فی ھذا الباب ان الانسان لہ ان یجعل ثواب علمہ لغیرہ صلوۃ اوصوماً اوصدقۃ اوغیرھا عنداھل السنۃ والجماعۃ لماروی عن النبی انہ ضحی بکبشین املحین احد ھما عن نفسہ والاخر عن امۃ ممن اقربوحدنیۃ اللّٰہ تعالیٰ وشھدلہ بالبلاغ

(ترجمہ) اہلِ سنت والجماعت (خصوصاً فقہائے احناف) کے نزدیک جائز ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسروں کو بخشے خواہ یہ عمل نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا سوا اس کے اعمالِ صالحہ سے اس لیے کہ مروی ہے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے دو مینڈھے سفید مائل بسیاہی کی قربانی کی ایک کی ان میں سے اپنی جانب سے اور دوسرے کی اپنی امت کی طرف سے جنہوں نے اقرار کیا اللہ تعالیٰ کی

وحدانیت کا اور شہادت دی آنحضرت ﷺ کی تبلیغ رسالت کی۔

(۵) فتح القدیر میں ہے خالف فی جمیع ذالک المعتزله مطلقاً ایصالِ ثواب کے منکر متعزلہ ہیں بحرالرائق میں ہے من صام اوصلے اوتصدق وجعل ثوابه لغیره من الاموات والاحیاء جازو یصل ثوابها الیهم عنداهل السنة والجماعة "یعنی اہلِ سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جس نے روزہ رکھایا نماز پڑھی یا صدقہ کیا اور اس کا ثواب دوسرے کو مردوں اور زندوں کو پہنچائے تو یہ جائز ہے اور ان کو ثواب پہنچتا ہے"۔

۶۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ۔

الاصل فی هذاالباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیره صلوة کان اوصوماً اوغیرها کالحج وقراء ة القرآن والاذکار وزیارة قبور الانبیا علیهم الصلوة والسلام والشهداء والصالحین وتکفین الموتی وجمیع الواع البر اس باب میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا اس کے علاوہ جیسے حج اور قراۃ اور قرآن اور اذکار اور زیارت قبور انبیا علیہم السلام و شہداء و اولیاء و صالحین و تکفین اموات اور ہر قسم کی نیکی کے کام ایصالِ ثواب کا جواز تو دوسری چیز ہے، ایصالِ ثواب کرنے میں بہ نسبت ایصالِ ثواب نہ کرنے کے ثواب زیادہ ہے ایصال نہ کرے، تو صرف عمل کا

ثواب ملے گا۔ اور ایصال کرنے کی صورت میں تمام مردوں کی برابر اس کو ثواب ملے گا۔ جیسا کہ حدیث سے مستفاد ہے۔

۷۔ محیط پھر تاتار خانیۃ پھر ردالمختار میں ہے الا فضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المومنین والمومنات ولا ینقص من اجرہ شیئی جو صدقہ نفل کرنا چاہتا ہے اس کے لیے افضل یہ ہے کہ تمام مومنین اور مومنات کی نیت کرلے کہ ان سب کو پہنچے گا اور اس کے اجر میں کچھ کمی نہ ہوگی تو جب اپنا کچھ نقصان نہیں اور دوسروں کا فائدہ ہے تو ظاہر ہے کہ ایسا فائدہ پہنچانا ہر حال میں بہتر ہوگا۔ اگر ایسے فائدے پہنچانے سے بھی گریز کرے تو یہ انتہائی بخل کی دلیل ہے۔ کہ اور جگہ دینے میں تو اپنے پاس سے کوئی چیز کم ہوتی ہے اور یہاں یہ بھی نہیں۔

خلاصہ یہ کہ ایصالِ ثواب یعنی میت کو اس کے مرنے کے بعد ثواب پہنچانا قرآن و حدیث کی روشنی میں مسلم ہے، اسی لیے اسے مختلف طریقوں سے عمل میں لایا جاتا ہے کبھی فاتحہ مروجہ کی صورت میں کبھی قل خوانی و تیجہ کے طور پر کبھی چہلم، ساتواں، دسواں، جمعراتیں، وغیرہ، ایصالِ ثواب میں صدقات و خیرات اور دعاؤں استغفار اور قرآن خوانی بھی شامل ہے قرآن خوانی گھر پر ہو یا قبور کے نزدیک بیٹھ کر ہو دونوں کا مقصد ایک ہے وہ یہی کہ میت کو ثواب پہنچے اور وہ قبر میں آرام سے وقت بسر کرے اور اگر وہ عذابی ہے عذاب سے نجات پائے جیسا کہ آگے چل کر پڑھیں گے کہ ہمارے اس طریقہ خیر سے بے شمار قبر کے عذابیوں کو جنات عدن کا داخلہ نصیب ہوا، اب اگر کوئی اپنے مردے (ماں باپ بہن بھائی وغیرہ) کا چاہتا ہے کہ وہ قبر میں

جنت الفردوس کے مزے پائیں تو وہ زیادہ سے زیادہ ایصالِ ثواب بالخصوص قرآن خوانی بالاخص قبر پر قرآن پڑھانے کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کرے اگر کوئی اپنے مردے سے دشمنی رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ قبر کے عذاب میں مبتلا رہے تو بے شک یہ افعال عمل میں نہ لائے۔

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے اموات کو بخشوانے کی فکر نصیب فرمائے۔ (آمین)

قرآۃ القرآن عند القبور

اہلسنت میں دستور ہیں کہ میت کو دفنانے کے بعد قبر پر قرآن مجید پڑھنے والے حفاظ وغیرہ کو بٹھاتے ہیں اگر فوتگی جمعہ سے پہلے ہوئی ہے تو شبِ جمعہ تک مسلسل رات دن حفاظ قرآن مجید قبر کے قریب بیٹھ کر قرآن مجید پڑھتے رہتے ہیں اور اس مجموعہ قراہ (تلاوت) کا ثواب میت کو بخشتے ہیں۔

وہابی دیوبندی فرقہ اسے بھی بدعت کے کھاتے میں ڈالتے ہیں۔

رسالہ، جمعرات کی مناسبت سے اس کے بارے میں چند دلائل مختصراً عرض کردوں، قبل از حوالہ جات یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ میت کو قبر میں جاتے ہی ہزاروں مشکلات کا سامنا ہے، اس کا حل صرف اور صرف یہی ہے کہ اس کے لیے دعاؤ استغفار اور قرآن خوانی خیرات و صدقات اور عبادات قولی اور مالی بدنی وغیرہ کی کثرت کی جائے۔ اسے عربی کریم ﷺ کی شریعت میں ایصالِ ثواب کہا جاتا ہے۔ اس ایصالِ ثواب ادائیگی کے طریقے مختلف ہوتے ہیں اگرچہ طریقہ بدلتے جائیں اور وہ بدعت بھی ہوں تو اصل مسئلہ بدعت نہ ہوگا۔ یہی قاعدہ عام ہے جسے دیوبندی وہابی بھی عمل میں لاتے

ہیں اور ہم بھی مثلاً مسجد بنانا اصل مسئلہ ہے اب زمانہ نبوی کے بعد تاحال تعمیر مسجد کے ہزاروں طریقے بدعت ہیں، خبیث دیوبندی وہابی ہم سے زیادہ بدعات کے مرتکب ہیں لیکن ان بدعات سے وہ کبھی نہیں چونکے انہیں ضد ہے تو مردوں سے کہ ان غریبوں کی نجات کے لیے ایصالِ ثواب کا کوئی طریقہ اختیار کیا جائے فوراً بدعت کے فتویٰ کی مشینری حرکت میں آجاتی ہے اسے کہتے ہیں مردہ دشمنی۔

خلاصہ یہی ہے کہ قبر کے نزدیک قرآن مجید پڑھنا بہیئت کذائیہ (طریقہ معلومہ) بدعت صحیح اور اصولاً جائز بھی ہے لیکن اصل مراد تو ایصالِ ثواب ہے یعنی یہ ارادہ ہے کہ قرآن مجید پڑھ کر مردے کو ثواب بخشیں گے تاکہ اس غریب سے قبر کی سختیاں ٹل جائیں۔

فائدہ:۔ بیہقی، طبرانی وغیرہ کی احادیث میں حضور سرور ﷺ سے قبرستان میں قبور کے نزدیک قرآن مجید کا پڑھنا ثابت ہے، بہیئت کذائیہ نہ سہی، بعض سورتوں کا پڑھنا سہی لیکن پھر بھی پڑھنا تو ثابت و محقق ہے۔

جو شے جزوی طور پر ثابت و محقق ہو اور وہ بقول وہابیہ کل باجزاء یعنی کل جائز نہ ہو یہ کہاں کی منطق ہے۔

احادیث کی تصریحات سے پہلے فقیر مخالفین کے اکابرین کی عبارات پیش کرتا ہے تاکہ مخالف کی زبان بند ہو۔

۱۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی اگرچہ سنی بزرگ ہیں لیکن مخالفین انہیں اپنا تصور کرتے ہیں ان کا قول ہے کہ۔

حافظ شمس الدین بن عبد الواحد رحمتہ اللہ گفتہ کہ از قدیم در شہا مسلمانان جمع

شوندو قرآن می خوانند پس اجماع شدہ (لا تذکرہ الموتی القبور)
یعنی حافظ شمس الدین نے فرمایا کہ شہر کے قدیمی گورستان میں لوگ جمع ہو کر قرآن پڑھتے ہیں اس معنی پر یہ اجماع ہوا۔
یاد رہے کہ اجماع سے خروج گمراہی ہے اب خود سمجھیں کہ دیوبندی وہابی اس اجماع سے خارج ہو گئے یا نہ، اور یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ حضرت قاضی ثناء اللہ رحمتہ اللہ کو شاہ عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ بیہقی وقت کے لقب سے یاد کرتے تھے اور آج کے دیوبندی بھی انہیں یونہی سمجھتے ہیں۔
۲۔ شاہ اسحاق دہلوی پر دیوبندیوں وہابیوں کو بہت بڑا اعتماد ہے وہ فرماتے ہیں کہ۔
در مسئلہ سیپارہ خواندن اختلاف است اگر چند خوانند کہ یکدیگر نشوند۔ یعنی سیپارہ خوانی میں اختلاف ہے ہاں اگر قرآن پڑھنا ہو تو وہ ایک دوسرے کی قراۃ نہ سنیں۔
فائدہ:۔ ہم بھی ایسے کرتے ہیں کہ قرآن خوانی کے وقت ہر ایک آہستہ پڑھتا ہے اگر کسی جگہ کوئی غلطی کرتا ہے تو یہ اسکا اپنا فعل ہے کسی غلط کار کی غلطی سے اصل مسئلہ تو غلط نہیں ہو جانا چاہیے۔
فائدہ:۔ جمعہ کی تخصیص اور اس کا فائدہ فقیر آگے چل کر عرض کرے گا لیکن قبر پر اگر قرآن پڑھنے کے لیے حفاظ یا ناظرہ بٹھائیں تو وہ متقی پرہیز گار ہوں تو بہتر ہے تاکہ خدا خوفی کو سامنے رکھ کر جمعہ تک احسن طریق سے نبھائیں کرایہ کے حفاظ و قاری نہ بٹھائیں بلکہ انہیں کہہ دیا جائے کہ تم فی سبیل اللہ پڑھو ہم بھی خدمت کریں گے۔ تو فی سبیل اللہ جن حضرات کو قبر

پر بٹھائیں انکے آرام و سہولتوں کا خیال رکھیں کھانا وغیرہ وقت پر پہنچائیں، سرما گرما کے لحاظ سے قبر پر انتظام کریں۔ اور پڑھنے والے قبر کو تلاوت سے ایک منٹ بھی خالی نہ چھوڑیں، حفاظ و قراء اپنے اوقات مقرر کرلیں، باری باری ٹائم پاس کریں۔ کیونکہ جب تک قبر پر مسلسل تلاوت ہوتی رہے گی مردہ پر نکیرین کا سوال نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جمعہ آجائے تو جمعہ کی ساعات خود ہی نجات دہندہ ہیں۔

مشکوۃ کتاب عذاب القبر میں ہے کہ جب میت قبر میں رکھ دیا جاتا ہے ولولی عنہ اصحبہ اتاہ ملکان اور لوگ دفن کر کے لوٹ آتے ہیں تب منکر نکیر فرشتے سوال کے لیے آتے ہیں۔

فائدہ:۔ معلوم ہوا کہ دفن کرنے والوں کی موجودگی میں سوال قبر نہیں ہوتا۔

شامی جلد اول باب صلوۃ الجنائز میں ہے کہ چند شخصوں سے سوالِ قبر نہیں ہوتا شہید، جہاد، کی تیاری کرنے والا۔ (بشرطیکہ دونوں صابر ہوں) طاعون سے مرنے والا، زمانہ طاعون میں کسی بیماری سے مرنے والا، (صدیق، نابالغ بچہ جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں مرنے والا، ہر رات سورہ ملک پڑھنے والا مرض موت میں روزانہ سورہ اخلاص پڑھنے والا۔

فائدہ: جمعہ کو مرے اس سے سوالاتِ قبر نہیں ہوتے تو اگر کسی کا انتقال مثلاً اتوار کو ہوا، اور بعد دفن سے ہی آدمی وہاں موجود رہا تو اس کی موجودگی کی وجہ سے سوال قبر نہ ہوا اور اب جب کہ جمعہ آگیا سوال قبر کا وقت نکل چکا اب قیامت تک نہ ہوگا گویا یہ عذاب الہی سے میت کو بچانے کی ایک تدبیر ہے

اور اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ اس پر رحم فرمادے۔ اب جب کہ آدمی وہاں بیٹھا ہے تو بے کار بیٹھا بیٹھا کیا کرے قرآن پاک کی تلاوت کرے جس سے میت کو بھی فائدہ ہو اور قاری کو بھی کتاب الاذکار مصنفہ امام نووی باب مایقول بعد الدفن میں ہے کہ "قال الشافعی رحمته الله ويستحب ان يقرء وا عنده شيئاً من القرآن قالوا فان ختم القرآن كله كان ختما" یعنی قبر کے پاس تلاوت کرنا مستحب ہے اور اگر پورا قرآن مجید پڑھیں تو بہتر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ میت تنہا قبر میں پڑا ہے قبر کی سختیاں، سوالات منکر و نکیر کی ہولناکیاں اور عالم دنیا اور اپنے اعزاہ و اقارب کی جدائی آنے والی کوہ گراں کی منازل طے کرنے کی فکر جرائم و معاصی کی سزاؤں کا غم ایسے دکھی انسان کے لیے حضور سرور عالم ﷺ کا درد بھرا حال خود۔

الميتُ فی القبر الاكالفريق التغوث ينتظر دعوة تلحقه من اب روام اواخ اوصديق فاذا الحقة كان رحب اليه من الدنيا و مافيها وان الله تعالىٰ ليدخل علے اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال وان هدية الا حيه الى الاموات الاستغفار لهم (مشكوة صفحه ۲۰۶ لمسان الميزان صفحه ۳۳۹ ج ۵ ميزان الاعتدال صفحه ۲۳۰

ترجمہ :۔ میت قبر میں ایسے جیسے پانی میں ڈوبا ہوا، جو فریادی ہے (اسے ماں باپ بھائی دوست کی دعاؤں کا انتظار ہے جب وہ اسے پہنچتی ہیں تو وہ اسے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ اہل قبور تک اہلِ

دعاؤں کو ایسے پہنچاتا ہے جیسے پہاڑ ،۔ زندوں کو مردوں کا سب سے بڑا تحفہ ان کے لیے استغفار ہے۔

درس عبرت

ایسے دکھی انسان (ماں باپ بہن ، بھائی ، بیٹا ، بیٹی ، اور کوئی عزیز) کی ایسے وقت میں خیر خواہی یہی ہے کہ ایسے اسباب وذرائع تلاش کیے جائیں جن سے اس کی نجات ہو اور وہ قبر میں آرام میں ہمیشہ کے اوقات بسر کر سکے ورنہ یقین مانئے اس کے لیے عذاب ہی عذاب (معاذ اللہ)

دنیا میں کوئی عزیز بیمار ہو جاتا ہے اس کی صحت کے لیے ہم خاصہ ہاتھ پاؤں مارتے ہیں اس کے لیے جائیداد صرف کر دیتے ہیں دور ونزدیک کے اطباء ڈاکٹر حکیم کے علاج کی قسم کی کمی نہیں کرتے یہاں تک کہ جائیداد اجازت دیتی ہے تو اس کا علاج امریکہ تک کرانے سے گریز نہیں کرتے پھر شفاء کا بھی یقین نہیں ہوتا لیکن یہ سعی وہی کرتا ہے جو مریض کی صحت کے لیے قلبی طور آرزومند ہے بعینہ یہی حال مردہ کا کہ اس کی مذکورہ بالا مشکلات کے حل کے لیے سنی برادری ایڑی چوٹی کا زور لگاتی ہے ، مرنے کے بعد اس کے لیے دعائیں قرآنی خوانی ، خیرات وصدقات وغیرہ اس سے اس کی نجات کا نہ صرف وہم وگمان ہے بلکہ یقین ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے لیکن جسے اپنے مردے کی نجات کا خیال نہیں وہ بے شک نہ کرے لیکن اس ظالم کی مردہ دشمنی۔

مردہ کیا کہتا ہے

بخاری شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے فرمان میت کو جب اٹھا کر لوگ چلتے ہیں تو وہ کہتی ہے ہائے میری بربادی مجھے کہاں لے جارہے ہیں الخ۔

خیر خواہی

میت کی خیر خواہی اسی میں ہے کہ اس کے لیے خیرات اور دعائے استغفار میں ہے جس کا طریقہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے عملی طور پر بتایا جیسا کہ مسلم شریف وغیرہ میں ہے کہ دو عذابوں کے قبروں پر حضور سرور عالم ﷺ نے تر ٹہنی کو دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑا ایک قبر پر دوسرا دوسری پر گاڑ دیا فرمایا کہ ان کی تسبیح سے ان قبر والوں کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

فائدہ:۔ اسی سے فقہا و محدثین نے استدلال فرمایا کہ جب تر ٹہنی سے عذاب سے تخفیف نصیب ہوتی ہے تو پھر قرآن پڑھنے اور طعام کے ثواب بھیجنے اور دعاؤ استغفار میں کیوں نہ تخفیف ہوگی لیکن یہ سب کچھ مسلمان مردے کے لیے ہے اگر کوئی مرتد اور کافر اور بے ایمان ہے اسے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

قبر کے نزدیک بیٹھنے کے فوائد۔

احادیث مبارکہ۔

سابقۃ گذرا کہ جب تک قبر کے قریب کوئی بیٹھا ہوتا ہے اس وقت تک سوالات نکیرین نہیں ہوتے اور تفصیل بھی گزری کہ جمعہ کی ساعات مبارکہ عذاب قبر نہیں ہوتا اہلسنت نے میت کی نجات کا یہی سبب بنایا کہ میت کی وفات کے روز سے لے کر جمعہ تک حفاظ و قرآء قرآن خوانی کے لیے بٹھا دیئے تاکہ میت قبر کے عذاب سے دائمی طور پر نجات پا جائے۔

۲۔ محدث ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "کوئی شخص اپنے بھائی کی قبر کی زیارت نہیں کرتا اور نہ اس پر بیٹھتا ہے مگر اس کے اٹھ جانے تک میت انس پاتا ہے۔" (جامع الرضوی ۹۱۹)

فائدہ: قبر میں میت کے غم ٹالنے کا بہترین عمل قبر پر قرآن خوانی ہے،

۳۔ صحابی رسول حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موت کے وقت اپنے بیٹے سے فرمایا "جب میں فوت ہو جاؤں تو میرے جنازے کے ساتھ نہ رونے والی عورت ہو اور نہ آگ، پھر جب تم مجھے دفن کر چکو تو مجھ پر آہستہ آہستہ مٹی ڈالو۔ ثم اقیموا حول قبری قدر ما تنحر جزور و یقسم لحمہا حتی استانس بکم و اعلم ماذا ارجع بہ رسل ربی (رواہ مسلم) مشکوٰۃ شریف)

پھر میری قبر کے ارد گرد اتنا دیر تک ٹھہرے رہے جتنا دیر میں اونٹ ذبح کیا جاتا ہے اور اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے تاکہ میں تمہاری وجہ سے انس پاؤں اور یہ یقین کر لوں کہ میں اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔

فائدہ:۔ حدیث اور عمل صحابی کے مطابق اہلسنت کا طریقہ ہے قبر پر

قرآن خوانی کے لیے حفاظ و قراء بٹھلانا تاکہ مغموم مردہ کے غم ٹل جائیں اور اسے دائمی فرحت و سرور نصیب ہو۔

فائدہ:۔ ثابت ہوا مردہ کو دفنانے کے بعد قبر کے نزدیک بیٹھنے سے مردے کی پریشانی دور ہو جاتی ہے اسے دنیا اور اعزہ و اقارب کی جدائی کے غم ٹل جاتے ہیں اور آنے والے پر کٹھن سفر کی آسانیوں کی امیدیں ہو جاتی ہیں یہی حضور سرور عالم ﷺ کا حکم اور صحابہ کرام کا عمل ہے اس کے باوجود وہابی دیوبندی اسے بدعت سمجھتا ہے تو وہ اسلام کا باغی ہے۔

قبر پر قرآن مجید پڑھنے کا ثبوت

احادیث مبارکہ

(۱) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اسے نہ روکو اسے جلدی اس کی قبر کی طرف لے جاؤ۔

ولیقرا عند راسه فاتحته البقرة وعند رجلیه خاتمة البقرة

اور اس کے سر کے پاس سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات اور اس کے پاؤں کے پاس سورہ بقرہ کی آخری آیات تلاوت کرو (رواه البیهقی فی شعب الایمان و قال والصحیح انه موقوف علیه)۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۹)

فائدہ: اس حدیث کی شرح میں امام علی قاری حنفی لکھتے ہیں فاتحة البقرة ای الی المفلحون وقوله خاتمة البقرة ای من امن

الرسول الی آخره

سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات سے مراد المفلحون تک کی آیات اور سورہ بقرہ کی آخری آیات سے امن الرسول سے آخر تک کی آیات مراد ہیں۔

(مرقاۃ از حاشیہ المشکوۃ صفحہ ۱۴۹ ج ۱۔)

(۲) طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا۔

ولیقراء عندراسه فاتحۃ الکتاب اور میت کے پاس سورۃ فاتحہ پڑھی جائے۔ (شرح الصدور صفحہ ۴۲)

(۳) امام حداد الیمنی روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس بات کو مستحب جانتے تھے کہ دفن کے بعد قبر پر سورہ البقرہ کی ابتدائی آیات اور آخری آیات تلاوت کی جائیں۔

(جوہرہ نیرہ صفحہ ۱۳۳ ج ۱)

فائدہ: ملا علی قاری شرح اللباب میں فرماتے ہیں۔ فقد ثبت انه علیه الصلوة السلام قراء سورة البقره عند راس میت وآخر ها عند رجلیه اور یہ ثابت ہے کہ نبی علیہ السلام نے میت کے سر کے پاس سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات اور پاؤں کے پاس اس کی آخری آیات تلاوت فرمائی ہیں۔ (ردالمختار جلد اول صفحہ ۶۶۵)

۴۔ امام جلال الدین اپنی جامع میں مشہور تابع حضرت امام شبعی سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔

کانت الانصار اذا مات لهم الهیت اختلفوا الی قبر،

یقرؤن له القرآن انصار مدینہ کا یہ دستور تھا کہ جب ان کا کوئی شخص فوت ہو جاتا تو قرآن خوانی کے لیے اس کی قبر پر آتے جاتے تھے۔

(شرح الصدور صفحہ ۱۳۰)

(۵) حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا اقراء واعلیٰ موتاکم یسین اپنے اموات پر سورہ یٰسین تلاوت کرو،)رواہ الامام احمد بن حنبل و ابو داؤد ابن ماجه و ابن حبان و الحاکم وحسنه الجلال السیوطی رحمهم اللّٰه تعالیٰ)(جامع صغیر صفحہ ۵۲ ج ۴)

فائدہ :۔اس حدیث کے متعلق امام سیوطی لکھتے ہیں امام قرطبی نے فرمایا اس حدیث کے معنی میں تین اقوال ہیں (۱) قریب الموت کے پاس پڑھنا۔(۲) قبر کے پاس پڑھنا۔ جمہور کے نزدیک پہلا قول معتبر ہے اور امام ابن عبدالواحد مقدسی کے نزدیک دوسرا قول معتبر ہے۔(۳) دونوں حالتوں میں پڑھنا ہمارے متاخرین اصحاب میں سے امام محبّ طبری نے تیسرے قول کو اختیار کیا ہے۔(شرح الصدور صفحہ ۱۳۰)

(۵) ابو محمد سمرقندی نے فضائل سورۃ اخلاص میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا۔

من مرعلی المقابر وقرء قل هو احداحدی عشرة مرة ثم وهب اجره للاموات اعطی من الاجر بعدہ الاموات

جو شخص قبرستان کے پاس سے گزرے اور گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے پھر اس کا ثواب مردوں کو ہبہ کرے تو اموات کی تعداد کے برابر

اسے اجر دیا جاتا ہے۔ رواہ الدار قطنی (مراقی الفلاح صفحہ ۴۱۳) (شرح الصدور صفحہ ۱۳۰)

فائدہ:۔ در مختار شرح تنویر الابصار میں یہ حدیث ان لفظوں کے ساتھ منقول ہے

من قراء الاخلاص احد عشر مرة ثمه وهب اجرها للاموات اعطی من الاجر بعد دالاموات

جو شخص سورہ اخلاص پڑھے پھر اس کا ثواب اموات کو ہبہ کرے تو اس کو اموات کی تعداد جتنی نیکیاں دی جاتی ہیں۔ (در مختار صفحہ ۶۶۶، ج ۱)

فائدہ:۔ اس روایت میں قبرستان میں داخل ہونے کی قید مذکورہ نہیں لیکن باب زیارۃ القبور میں اس کا ذکر کرنا دلالت کرتا ہے کہ یہ ثواب قبرستان میں داخل ہونے کی صورت میں ہی ہے۔ واللہ اعلم

(۶) ابو القاسم سعد بن علی زنجانی اپنے فوائد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

من دخل المقابر ثم قراء فاتحة الكتاب وقل هو الله احد والهاكم التكاثر ثم قال اللهم انى قد جعلت ثواب ما قرات من كلامك لاهل المقابر من المؤمنين والمؤمنات كانوا شفعاء له الى الله تعالىٰ

جو شخص قبرستان میں داخل ہو اور سورہ فاتحہ، سورہ اخلاص اور سورۃ التکاثر پڑھے پھر کہے اے اللہ میں نے تیری کلام میں سے جو کچھ پڑھا اس کا ثواب اس قبرستان کے مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے کر دیا ہے تو وہ اللہ کے نزدیک اس کی شفاعت کرنے والے ہوں گے۔ (شرح الصدور صفحہ ۱۳۰)

حکایت :

قاضی ابو بکر بن عبد الباقی انصاری نے اپنی کتاب المشیخہ میں سلمہ بن عبید سے روایت بیان کی ہے کہ حماد مکی فرماتے ہیں۔ ایک رات میں مکہ کے قبرستان کی طرف نکلا پھر میں نے اپنا سر ایک قبر پر رکھا اور سو گیا

فرایت اھل المقابر حلقۃ حلقۃ فقلت قامت القیامۃ قالو الاء

میں نے قبرستان والوں کو گروہ در گروہ دیکھا تو میں نے پوچھا کیا قیامت قائم ہو گئی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں ولکن من اخواننا قرا قل ھو اللہ احد وجعل تو ابھالنا فنحن تقتسمہ منذ سنۃ

ولیکن ہمارے ایک بھائی نے سورہ اخلاص پڑھی اور اس کا ثواب ہمارے لیئے کیا تو ہم ایک سال سے اس کا ثواب آپس میں بانٹ رہے ہیں۔

(شرح الصدور صفحہ ۱۳۰)

۷۔ عبد العزیز (جو امام جلال کے ساتھی ہیں) میں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من دخل المقابر فقراء سورہ یسین خفف اللہ عنھم وکان لہ بعدو من فیھا حسنات جو شخص قبرستان میں داخل ہو پھر سورہ یسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ قبرستان والوں سے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے اور اس کے لیے اس قبرستان والوں کی تعداد جتنی نیکیاں ہیں۔ (رد المختار صفحہ ۶۶۲ جلد ۱ مراقی الفلاح مصری صفحہ ۳۱۲۔ شرح الصدور صفحہ ۱۳۰)

۸۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایامن زار قبر والدیه اواحد هما یوم الجمعة فقرا عنده یسین غفرله ۔جو شخص جمعہ کے روز اپنے والدین یاان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے پھر سورہ یٰسین پڑھے تو اسکے لیے بخشش کردی جاتی ہے۔(جامع صغیر صفحہ ۱۷۲)

اقوال فقہاء کرام :

محدثین عظام اور فقہائے کرام قبر پر قرآن خوانی کو جائز بلکہ مستحب قرار دیتے ہیں امام قاضی خان حنفی اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔

(۱) وان قراء القرآن عندالقبور ان نوی بذلک ان یونسهم صوت القرآن فانه یقراء فان لم یقصد ذلک فالله تعالیٰ یسمع قراة القرآن حیث کانت اگر قبروں کے پاس اس نیت سے قرآن پڑھے کہ اس کی آواز مردوں کوانس بخشتی ہے تووہ وہاں پڑھے اور اگر یہ نیت نہیں تو قرآن جہاں پڑھا جائے اسے اللہ تعالیٰ سنتا ہے۔(فتاویٰ خانیہ صفحہ ۴۲۲ جلد ۳)

(۲) فتاوی عالمگیری میں مضمرات سے منقول ہے قراة القرآن عندالقبور عند محمد رحمه الله تعالیٰ لا تکره ومشائخنا رحمهم الله تعالیٰ اخذواالقبوله وهل ینتفع والمختارات ینتفع قبور کے پاس قرآن خوانی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ نہیں اور ہمارے مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کولیا ہے ور کیایہ کام نفع دیتا ہے ؟ مختار مذہب میں نفع دیتا ہے (فتاوی عالمگیری جلد

اول صفحہ ٦٦)

(٣) امام حدادالیمنی لکھتے ہیں۔ ویستحب اذدفن المیت ان یجلسوا ساعۃ عندالقبر بعد الفراغ بقدر ما یخرویقسم یتلون القرآن ویدعون للمیت

اور مستحب ہے کہ جب میت دفنا دیں تو فراغت کے بعد اتنی دیر بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کریں اور میت کے لیے دعا کریں جتنی دیر میں اونٹ ذبح کیا جاتا ہے اور اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے کیونکہ ابوداؤ کی سنن میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ میت دفنانے کے بعد اس کی قبر کے پاس ٹھہرا کرتے تھے (جوہرہ نیرہ ص ١٣٣ جلد ١)

(٤) اور در مختار میں ہے۔ و(یستحب)، جلوس ساعۃ بعد دفنہ لدعآء وقراءۃ بقدر مایخرالجزورویفرق لحمہ اور مستحب ہے کہ اس کو دفنانے کے بعد اتنی دیر دعآء اور قرآن خوانی کے لیے بیٹھیں جتنی دیر میں اونٹ ذبح کیا جاتا ہے اور اس کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے۔ (در مختار جلد اول صفحہ ٦٦١)

(٥) اور امام حسن شرنبلالی فرماتے ہیں۔ ویستحب للزائر قراءۃ سورۃ یسین: اور قبور کی زیارت کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ سورہ یٰسین پڑھے۔ (مراقی الفلاح ص ٣١٤)

(٦) امام احمد طحطاوی خلاصہ سے ناقل ہیں ویقصدون بن یارتھا وجہ اللہ تعالیٰ واصلاح القلب ونفع المیت بما یتلی عندہ من القرآن اور جو لوگ قبور کی زیارت کریں ان کی نیت ا

للہ تعالیٰ کی رضامندی اپنے قلب کی اصلاح اور میت کو نفع پہنچانا ہو اس قرآن خوانی سے جو اس کے پاس تلاوت کی جائے۔ (حاشیہ المراقی صفحہ ۴۱۲)

(۷) امام نووی شافعی شرح المہذب میں لکھتے ہیں۔

یستحب الزائر القبور ان یقراء ماتیسر من القرآن ویدعولهم عقبها علیه الشافعی واتفق علیه الاصحاب وذاد فی موضع آخر وان ختمو القرآن علی القبر کان افضل۔

قبور کی زیارت کرنے والے کے لیے یہ مستحب ہے کہ وہ جتنا قرآن پڑھ سکے پڑھے اور ان کے لیے دعا مانگے امام شافعی نے اس پر نص فرمائی ہے اور اصحاب شافعیہ کا اس پر اتفاق ہے اور دوسرے مقام پر اس پر یہ اضافہ فرمایا کہ اگر لوگ قبر پر پورا قرآن پڑھیں تو بہتر ہے۔ (شرح الصدور صفحہ ۱۳۰)

(۸) امام سیوطی لکھتے ہیں۔ وکان الامام احمد بن حنبل ینکر ذلک اولا حیث لم یبلغه فیه اثر ثم رجع حین بلغه

اور امام احمد بن حنبل پہلے اس کا انکار کیا کرتے تھے کیونکہ اس بارے میں ان تک کوئی حدیث نہیں پہنچی تھی پھر جب ان تک حدیث پہنچی تو انہوں نے قرآن خوانی کے انکار سے رجوع فرمالیا۔ (شرح الصدور ص ۱۳۰)

(۹) امام سیوطی رسالہ "طلوع الثریا باظہار ماکان خفیا" میں لکھتے ہیں۔

رَایْتُ فی التَّواریخ کَثِیْراً فِی تَراجم الْاَ ئمهِ یقولون وَاَمَّامَ النَّاس علیٰ قَبْرِه سبعته ایام یقرؤن القرآن االحافِظُ الکبیر الوالقاسِم بن عَساکِرَ فِی کِتَابِ المسمے تبین کذب

المفترى فيمانسب الى الامام ابى الحسنِ االا شعرى سمعتُ الشَّيخ الفقيه اباالفخ لضر الله بن محمد بن عبدالقوى المصيصى يقول توفى الشَّيخ نصرابنُ ابراهيم المقدس يوم الثلثاء التَّاسع من المحرم سِنَنه تِسعِيْنَ واربعِ مِأ ته بدِ مِشقَ واقمنا اعلى قبره سبعَ ليَالِ القركل ليلةً عشرين ختمه

یعنی میں نے اکثر تواریخ میں آئمہ کے بیان میں دیکھا ہے کہ سات دن تک قبر پر قرآن شریف پڑھتے رہتے تھے حافظ کبیر ابو لقاسم بن عساکر نے اپنی تبین کذاب المفتری فیما نسب الے الامام ابوالحسن الاشعری میں لکھا ہے کہ میں نے شیخ ثقہ ابوالفتح نصر اللہ بن محمد عبدالقوی مصیصی سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ شیخ نصر بن ابراہیم مقدسی منگل کے روز محرم ۴۹۰ھ کی نویں تاریخ کو دمشق میں فوت ہو گئے ہم لوگ ان کی قبر پر سات دن ٹھہرے رہے اور ہر رات بیس ختم قرآن کرتے تھے انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی قضا کرتا انصار ان کی قبر پر جمع ہوتے اور بہیت اجتماع قرآن پڑھتے۔

(۱۰) شرح الصدور میں ہے

اخرج الخلال عن سفيان قال كان الا انصار اذامات االميت اختلفوالى قبره ويقرؤن القرآن

(ترجمہ) حضرتِ سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ انصار کا کوئی بھی فوت ہوتا تو انصار اس کی قبر پر بار بار جا کر قرآن خوانی کرتے۔

(۱۱) مرقات میں ہے کہ شافعی اور اصحابِ شافعی قبر پر قرآن کا پڑھنا ختم کرنا مستحب سمجھتے ہیں۔

(۱۲) بیہقی، ابو داؤد کی روایت بھی اس کی مؤید ہے وذکر فی الاذکارعن الشافعی واصحابه انه یستحب ان یقرء عند ہ شئی من القرآن قالوا و ان ختموا القرآن کله کان حسناً و فی سُنن البیهقی ان ابن عمر یستحب ان یقراء علی القبر بعد الدفن اول سورة البقرة وخاتمتها قاله الطیبی فی روایهٖ یقراء اول البقرة عند راس المیت وخاتمتها عند رجله راوه ابوداود یعنی اذکار میں شافعی اور ان کی اصحاب سے مذکور ہے کہ مستحب یہ ہے کہ قبر کے پاس قرآن پڑھا جائے ان لوگوں نے کہا کہ اگر پورا قرآن پڑھا جائے تو بہتر ہوگا، سنن بیہقی میں ہے کہ ابن عمر اس امر کو مستحب خیال کرتے تھے کہ قبر پر بعد دفن کے اول سورہ بقرہ اور اس کا اخیر پڑھا جاوے طیبی نے اسے لکھا ہے اور ایک روایت میں ہے اول بقرہ میت کے سرہانے پڑھا جاوے آخر بقرہ اس کے پاؤں کے پاس۔

(۱۳) حضرت علامہ عینی حاشیہ ہدایہ میں لکھتے ہیں

ولا باس یقره القرآن عندا لقبور (یعنی قبور کے پاس قرآن پڑھنا مضائقہ نہیں۔

(۱۴) اکثر علماء نے جریدہ رطبہ کی حدیث اس مسئلہ کا استنباط کیا ہے چنانچہ مرقات میں ہے واستحب العلماء قرءة القرآن عند القبربهذا الحدیث اذتلاوة القرآن اولی بالتخفیف من تسبیح الجرید مستحب سمجھا ہے علماء نے قرآن کا پڑھنا قبر کے پاس اس حدیث سے اسلیے کہ تلاوت قرآن تخفیف عذاب میں اولی ہے۔

جرید نخل کی تفصیل ہم اس کتاب میں لکھ چکے ہیں مزید تحقیق و تفصیل کے لیے فقیر کی کتاب "مزارات پر پھول ڈالنے کا ثبوت" کا مطالعہ کیجئے۔

(۱۴) مولانا علی قاری رحمۃ الباری شرح عین العلم میں قبر کے پاس قرآن پڑھنے اور تسبیح ودعائے رحمت و مغفرت کرنے کی وصیت فرما کر لکھتے ہیں فان الاذکار کلھا نافعۃ لہ فی تلک الدار کہ ذکر جس قدر ہیں سب میت کو قبر میں نفع بخشتے ہیں، امام بدرالدین محمود عینی شرح صحیح بخاری میں زیر باب موعظۃ المحدث عند القبر فرماتے ہیں مصلحۃ المیت ان یجتمعوا عندہ القراء ۃ القرآن والذکر فان المیت ینتفع بہ میت کے لیے اس میں مصلحت کہ مسلمان اس کی قبر کے پاس جمع ہو کر قرآن پڑھیں ذکر کریں کہ میت کو اس سے نفع ہوتا ہے۔

ہم نے قرآن خوانی بر قبر پر کافی لکھا ہے اس کو منکر ہزار بار نہ مانے ہم نے تو اس میں اہلِ قبور کا فائدہ پایا ہے ہم اب قولِ منکرین کیوں مانیں جب ایک بیمار کو کسی علاج سے شفا ملتی ہے اور وہ علاج شرعاً جائز بھی ہے اب بیمار کا خیر خواہ تو علاج کرائے گا خواہ اس پر کتنا ہی خرچ ہو لیکن بیمار کا وہ شخص دشمن سمجھا جائے گا جو اس کے علاج میں روڑے اٹکاتا ہے۔

ناظرین! یقین مانئے کہ یہ لوگ مسلمان مردوں کے دشمن ہیں اسی لیے روڑے اٹکاتے ہیں اور ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ نجدی، معتزلہ، خوارج، اور ابن تیمیہ کے اصول کسی طریقہ سے زندہ ہوں۔

ناظرین یقین کریں کہ یہ کتنا ہی زور لگائیں جب تک ہم زندہ ہیں ان کے مردہ مذہب (معتزلہ خوارج) کو زندہ نہیں ہونے دیں گی۔ انشاء اللہ عزوجل

مزید حوالے پڑھیے،

(۱۵) فتاوی عالمگیری میں فرمایا ولو مات رجل واجلس وارثه علی قبره من یقرا الاصح انه لا یکره وهو قول محمد رحمه الله تعالیٰ کذافی المضمرات یعنی کتاب المضمرات میں ہے کہ اگر کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس کا وارث اس کی قبر پر کسی کو قرآن خوانی کے لیے بٹھائے تو صحیح روایت میں یہ مکروہ نہیں ہے اور یہ امام محمد رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے۔ (فتاوی عالمگیری صفحہ ۳۵۰ جلد ۵)

۱۶۔ امام شرنبلانی رحمتہ اللہ علیہ نے مراقی الفلاح صفحہ ۴۱۳ میں لکھا ہے کہ

ویستحب للزائر قراة سورة یسین لماوردعن انس رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من دخل المقابر فقرا سوره یسین واهدی ثوابها اموات خفف الله عنهم یومئذ العذاب ورفعه کزا یوم الجمعه یرفع فیهه العذاب عن اهل البرزخ ثم لا یعود علی المسلمین۔ قبروں کی زیارت کرنے والے کے لیے یہ مستحب ہے کہ سورہ یسین پڑھے کیونکہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص قبرستان میں داخل ہو پھر سورہ یسین پڑھے اور اس کا ثواب اموات کو ہبہ کرے تو اللہ تعالیٰ ان سے اس دن عذاب ہلکا کر دیتا ہے اور اسے اٹھا دیتا ہے یونہی جمعہ کے دن اہلِ برزخ سے عذاب قبر اٹھا دیا جاتا ہے پھر مسلمانوں پر نہیں لوٹتا (مراقی الفلاح مصری صفحہ ۴۱۳)

(۱۷) امام طحطاوی رحمۃ اللہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں،

قوله ثمه لايعود على المسلمين) لم يصع فيه حديث كماذكره منلا على فى بعض كتبه اه وقال الجلال السيوطى قال اليافعى فى روض الرياحين بلغنا ان الموتى لايعنلون ليلة الجمعة تشريفاً لهذا الوقت قال ويحتمل اختصاص ذلك بعصاة المسلمين دون الكفار وعهم النسفى فى بحرالكلام فقال ان الكافرير فع عنه العذاب يوم الجمعة وليلتها وجميع شهر رمضان قال واما المسلم فانه يعذب فى قبره لكن يرفع عنه يوم الجمعة وليلتها ثمه لايعود اليه الى يوم القيامة وان مات يوم الجمعة اوليلة الجمعة يكون له العذاب ساعة وضغطة القبر كذلك ثم ينقطع عنه العذاب ولا يعود اليه الى يوم القيامة اه وهذا يدل ان عصاة المسلمين لا يعذبون سوى جمعة واحدة اددونها وانهم اذاوصلوا الى يوم الجمعة انقطع ثمه لا يعودوهم وهو محتاج الى اليل اه (شرح الصدور قبيل باب يسخى من عذاب القبور)

ترجمہ: مسلمانوں پر عذاب عود نہیں کرتا اس بارہ میں کوئی صحیح حدیث وارد نہیں جیسا کہ ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتب میں فرمایا اور امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روض الریاحین میں تحریر فرمایا کہ ہمیں تحقیق ہوئی ہے کہ مردوں کو جمعہ کی رات عذاب نہیں اس جمعہ کی ساعات کی شرافت کی وجہ سے یہ احتمال بھی ہے کہ یہ

خصوصیت صرف مسلمان اہل معاصی کے لیے ہے کفار کے لیے نہیں اور
رنسفی رحمتہ اللہ نے بحر العلوم میں اسے عام بتایا ہے فرماتے ہیں کہ کافر سے
جمعہ کے دن اور رات میں اور ماہ رمضان میں عذاب اٹھایا جاتا ہے اور بہر حال
مسلمان کو قبر میں عذاب ہوتا ہے لیکن جمعہ کے دن اور رات میں عذاب اٹھایا
جاتا ہے پھر تا قیامت وہ عذاب نہیں لوٹتا اگر کوئی جمعہ کے دن یا رات میں
فوت ہو جائے تو اسے تھوڑی دیر کے لیے عذاب اور قبر کی تنگی ہوتی ہے پھر
اس سے وہ عذاب اٹھالیا جاتا ہے یعنی عذاب منقطع ہو جاتا ہے کہ پھر بعد کو
عذاب نہیں لوٹتا تا قیامت وہ عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے، اس میں دلیل ہے
کہ گنہگار مسلمان کو عذاب نہیں ہوتا سوائے جمعہ تک کے یا اس سے کم پھر وہ
جب وہ دوسرے جمعہ تک پہنچتے ہیں تو ان سے عذاب اٹھالیا جاتا ہے کہ اس پر
وہ عذاب نہیں لوٹتا لیکن یہ قول دلیل کا محتاج ہے۔

اسے امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور میں بیان فرمایا۔
فقیر امام سیوطی رحمتہ اللہ کی وہ تمام عبارات اردو میں عرض کرتا ہے تاکہ
مسئلہ مزید محقق ہو جائے۔

امام سیوطی رحمتہ اللہ

آپ کی ذات پر اسلام کو ناز ہے بلکہ خود سرور عالم ﷺ نے آپ کو یا
شیخ الحدیث کہہ کر پکارا اور آپ بیداری میں بارہا حضور ﷺ کی زیارت سے
مشرف ہوئے اور آپ کو بعض تصانیف کی وجہ سے حضور نبی پاک ﷺ نے
بالمشافہ ہمکلامی اور زیارت سے مشرف فرمایا ان کی تحقیق اہل اسلام کے لیے

مشعل راہ ہے۔ ملاحظہ ہو۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور قبر پر قرآن خوانی

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میت کے لیے قرآن پڑھنے سے کیا میت کو ثواب ملتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے جمہور سلف اور آئمہ مجتہدین ثواب پہنچنے کے قائل ہیں۔

امام شافعی نے اختلاف کیا ان کی دلیل یہ آیت ہے کہ وَان لیس للانسان الّا ما سعیٰ (انسان کو اسی کی کوشش کا بدلہ ملے گا، لیکن اس آیت کا جواب چند وجوہ سے دیا گیا ہے۔ (معتزلہ نے بھی اسی آیت سے استدلال کیا ہے۔(اویسی غفرلہ)

یہ آیت منسوخ ہے اس آیت سے والذین امنواوا تبعتھم ذریتھم (اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے بعد ان کی ذریت آئی) اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ بیٹوں کو باپ کی نیکی سے جنت میں داخل کر دیا گیا۔

(۲) آیت قوم ابراہیم و موسیٰ کے ساتھ خاص ہے لیکن یہ امت مرحومہ تو اس کو بھی ملے گا جو خود کرے گی اور وہ بھی جو اس کے لیے کیا جائے گا یہ قول عکرمہ کا ہے (یہی صحیح ہے اس پر بے شمار دلائل موجود ہیں (اویسی غفرلہ)

(۳) انسان سے مراد یہاں کافر ہے اور مومن اس سے مستثنی ہیں، یہ قول ربیع بن انس کا ہے (منکرین مومن ہیں تو انکار نہ کریں ورنہ وہ جانیں ان کا کام (اویسی غفرلہ)

(۴) یہ قانون عدل ہے اور دوسرے کے کیے سے فائدہ کا پہنچنا اس کا فضل ہے یہ حسین بن فضل کا قول ہے۔(الحمد للہ ہم اہلسنت فضل ربانی سے پرامید ہیں)(اویسی غفرلہ)

(۵) لام بمعنی علیٰ ہے کہ انسان کو ضرر اس کے کیے ہوئے گناہ کا ہوگا نہ کہ دوسرے کا، جو حضرات ثواب کے پہنچنے کے قائل ہیں وہ یہی قیاس کرتے ہیں کہ جب حج، صدقہ، وقف، دعا، قراۃ کا ثواب پہنچ سکتا ہے تو دوسری عبادات کا بھی پہنچ سکتا ہے اگرچہ یہ احادیث ضعیف ہیں لیکن ان کی مجموعی حیثیت سے ایصالِ ثواب کی اصل ثابت ہو سکتا ہے نیز قدیم سے مسلمان اپنے مردوں کے لیے جمع ہو کر قرآن پڑھتے رہے اور کسی نے انکار نہ کیا اس سے اجماع مسلمین بھی ثابت ہوتا ہے یہ سب کچھ حافظ شمس الدین بن عبدالواحد المقدسی حنبلی نے اپنے ایک رسالہ میں ذکر کیا۔

حکایت :۔

قرطبی نے کہا کہ شیخ عزالدین بن سلام سے ایصالِ ثواب کے قائل نہ تھے جب ان کا انتقال ہو گیا تو بعض لوگوں نے ان کو خواب میں دیکھ کر دریافت کیا کہ آپ دنیا میں ایصالِ ثواب کے قائل نہ تھے اب کیا حال ہے؟ کہا کہ ہاں پہلے تو یہی کہتا تھا مگر اب معلوم ہوا کہ خدا کے فضل و کرم سے ثواب پہنچتا ہے اور اب میں نے رجوع کیا ہے۔

شوافع کے اقوال

قبر پر قرآن پڑھنے کے بارے میں ہمارے اصحاب نے جواز کا قول

کیا ہے۔ زعفرانی نے کہا کہ میں نے امام شافعی سے دریافت کیا کہ قبر کے پاس قرآن پڑھنا کیسا ہے ' تو آپ نے فرمایا کہ حرج نہیں ۔ (سوال میں جو قول منقول ہے وہ مرجوع) (اویسی غفرلہٗ)

امام احمد حنبل کا رجوع

نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شرح مہذب میں کہ ، زیارت کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ زیارت کے بعد قرآن پڑھے اور دعا کرے اس پر امام شافعی کی تصریح بھی ہے اور ان کے اصحاب بھی اس پر متفق ہیں اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ اگر قرآن ختم کریں تو افضل ہے امام احمد بن حنبل پہلے اس کا انکار کرتے تھے کیونکہ ان کو اس سلسلہ میں کوئی حدیث نہ ملی تھی لیکن ان کو وہ حدیث ملی جو ہم دفن کے وقت کیا کہا جائے ؟ کے باب میں ذکر کر آئے جس کے ابن عمر اور علاء بن حلاج راوی ہیں اور حدیث مرفوع ہے تو رجوع کر لیا۔ امام احمد حنبل نے رجوع کر لیا۔

(اویسی غفرلہ)

عملِ صحابہ

خلال نے جامع میں شعبی سے روایت کی کہ جب انصار کا کوئی مر جاتا تو وہ اس کی قبر پر آتے جاتے اور قرآن پڑھتے (ہم صحابیوں کے اعمال کے قائل ہیں وہابیوں کے نہیں۔

(اویسی غفرلہ)

قل شریف

ابو محمد سمر قندی نے سورہ اخلاص کے فضائل میں ذکر کیا کہ جس نے قبرستان سے گزرتے ہوئے گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھی اور اس کا ثواب مردوں کو بخش دیا تو مردوں کی تعداد کے مطابق اسے اجر ملے گا۔

قرآن خوانی کا فائدہ

ابو القاسم سعد بن علی زنجانی نے اپنے فوائد میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو قبرستان پر گزرا اور اس نے سورہ فاتحہ، اخلاص اور الھٰکم التکاثر پڑھی پھر یہ دعا مانگی کہ اے اللہ! میں نے جو قرآن پڑھا ہے اس کا ثواب مومن مرد اور عورت دونوں کو دینا، تو وہ قبر والے قیامت کے دن اس کی سفارش کریں گے۔

حکایت

قاضی ابو بکر بن عبد الباقی انصاری نے سلمہ بن عبید سے روایت کیا انہوں نے کہا کہ حماد مکی نے بتایا کہ ایک رات میں مکہ کے قبرستان کی طرف چلا گیا اور ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا، تو دیکھا کہ قبروں والے حلقہ در حلقہ کھڑے ہیں، میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا قیامت قائم ہو گئی؟ انہوں نے کہا کہ نہیں ہاں ہمارے ایک بھائی نے سورہ اخلاص پڑھ کر ہم کو ثواب پہنچایا تو وہ ثواب ہم ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔

ایصالِ ثواب

عبدالعزیز جو خلال کے ساتھی، انہوں نے روایت کیا کہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے قبرستان میں سورہ "یٰسین" پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کی برکات مُردوں کے عذاب میں تخفیف فرمادے گا اور پڑھنے والے کو مردوں کی تعداد کے برابر ثواب ملے گا۔ قرطبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث کہ اپنے مردوں کے پاس یٰسین پڑھو" دو احتمال رکھتی ہے ایک تو یہ کہ مرتے وقت اور دوسرا یہ کہ قبر پر، پہلا قول جمہور کا ہے اور دوسرا عبدالواحد امقدسی کا ہے اور ہمارے علمائے متاخرین میں سے محبّ طبری نے اس کو عام رکھا غزالی نے احیاء میں اور عبدالحق نے احمد بن حنبل سے روایت کرتے ہوئے عاقبت میں بیان کیا کہ جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورہ فاتحہ، معوذتین اور اخلاص پڑھو اور ان کا ثواب اہلِ قبر کو پہنچادو کیونکہ یہ پہنچتا ہے۔

قرطبی نے کہا کہ ایک قول یہ ہے کہ پڑھنے کا ثواب پڑھنے والے کو ہے اور میت کو سننے کا ثواب ہے اسی لیے تو نص قرآنی کے بموجب قرآن کے سننے والے پر رحم ہوتا ہے قرطبی فرماتے ہیں کہ خدا کے کرم سے کچھ بعید نہیں کہ وہ پڑھنے اور سننے دونوں کا ثواب مردے کو پہنچادے حنفیوں کے فتاویٰ قاضیخان میں ہے کہ جو میت کو مانوس کرنا چاہے تو وہ قبر کے پاس قرآن پڑھے ورنہ جہاں چاہے پڑھے کیونکہ خدا ہر جگہ کی قرات سننے والا ہے۔

تر شاخ والی حدیث سے استدلال

امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علامہ قرطبی نے کہا کہ ہمارے بعض علماء نے میت کو ثواب پہنچنے پر حدیث صحیح سے استدلال کیا ہے اور وہ یہ کہ حضور علیہ السلام نے ملاحظہ فرمایا کہ دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے تو آپ نے ایک تر شاخ منگائی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا لگا دیا، اور فرمایا کہ جب تک یہ تر رہیں گی قبر والوں سے عذاب میں تخفیف ہو گی، خطابی نے کہا کہ علی نے اس کے معنی یہ بتائے کہ چیزیں جب تک اپنی اصلیت پر رہتی ہیں، سبز رہتی ہیں یا تر رہتی ہیں،، خدا کی تسبیح سے عذاب میں تخفیف فرماتا ہے تو مومن قبر کے پاس اگر قرآن پڑھے گا تو کیا حال ہو گا۔ پھر یہ قبروں کے پاس درخت لگانے میں اصل ہے۔

(۱) ابنِ عساکر نے حماد بن سلمہ کی سند سے روایت کیا کہ ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ایک قبر پر گزرے قبر والے پر عذاب ہو رہا تھا تو آپ نے ایک ٹہنی اس پر لگا دی اور فرمایا کہ شاید اس سے عذاب کی کمی ہو۔

وصیتِ صحابی

ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت تھی کہ جب میں مر جاؤں تو قبر میں میرے ساتھ دو ٹہنیاں رکھ دینا، راوی نے کہا کہ وہ کرمان اور قومس کے درمیان ایک جنگل میں رحلت کر گئے تو ساتھیوں نے ذکر کیا

وصیت کے لیے، مگر وہاں شاخیں نہ ملیں، ابھی وہ حیران ہی تھے کہ کیا کریں اچانک بجستان کی جانب سے کچھ سوار آتے دکھائی دیئے ان کے پاس کچھ شاخیں تھیں انہوں نے دو شاخیں ان سے لے لیں۔ اورا نہیں قبر میں ساتھ ہی رکھ دیا

(فائدہ) ابن سعد نے مورق سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ ان کی قبر میں دو شاخیں رکھ دی جائیں تاریخ ابن نجار میں کثیر بن سالم ہیتی کے تذکرے میں ہے کہ انہوں نے بڑی شدت سے یہ وصیت کی کہ ان کی قبر جب مٹ جائے تو اس کی دوبارہ تعمیر نہ کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے جن کی قبریں مٹ جاتی ہیں تو میں تمنا رکھتا ہوں کہ میرا بھی شمار انہیں لوگوں میں سے ہو جائے۔

حکایت

ابنِ نجار نے کہا کہ آثار میں اس قسم کی روایات ملتی ہیں پھر انہوں نے اپنی سند سے وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ارمیاء نبی علیہ السلام کچھ ایسی قبروں پر گزرے جن کو عذاب ہو رہا تھا پھر ایک سال بعد گزرے تو عذاب ختم ہو چکا تھا۔ تو انہوں نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کی کہ الٰہی کیا وجہ ہے کہ پہلے ان کو عذاب ہو رہا تھا اب ختم ہو گیا؟ تو آسمان سے ندا آئی کہ اے ارمیاء ان کے کفن پھٹ گئے بال بکھر گئے اور قبریں مٹ گئیں تو میں نے ان پر رحم کیا اور ایسے لوگوں پر میں رحم کیا ہی کرتا ہوں۔

بہشت کے داخلہ کا گر

امام سیوطی رحمتہ اللہ نے قرآن خوانی کی طویل بحث کے بعد بہشت کے داخلہ کا ایک بہترین گر تحریر فرمایا ہے چونکہ یہ خالی از فائدہ نہیں اسی لیے فقیر اسے یہاں درج کر رہا ہے۔

کلمۂ اسلام

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کلمہ محض اللہ کی رضامندی کے لیے پڑھا وہ جنت میں داخل ہوگا اور اس کا خاتمہ بھی کلمہ پر ہوگا اور جس نے کسی دن اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کے لیے روزہ رکھا تو اس کا خاتمہ بھی اس پر ہوگا اور داخلِ جنت ہوگا اور جس نے اللہ کی رضا کے لیے صدقہ کیا اس کا خاتمہ بھی اس پر ہوگا اور وہ داخلِ جنت ہوگا۔

وفات کے اوقات

خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ نے روایت کیا کہ صحابہ اس بات کو بہت پسند کرتے تھے کہ کسی شخص کا انتقال کسی اچھے کام کے بعد ہو، مثلاً حج، عمرہ، غزوہ، (جہاد، رمضان کے روزے وغیرہ)

(۱) روزہ :۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو بہ حالتِ روزہ مرا، قیامت تک اللہ تعالیٰ اس کے حساب میں روزے لکھ دے گا

(۲)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو رحلت کرے گا وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن اس پر

شہداء کی مہر ہو گی۔

شب اور دن جمعہ

ابو جعفر نے روایت کیا کہ جمعہ کی رات روشن ہے اور اس کا دن جھلملاتا ہے جو شخص جمعہ کی رات کو رحلت کرے گا وہ عذاب قبر سے محفوظ رہے گا اور جو جمعہ کے دن مرے گا وہ عذابِ جہنم سے آزاد ہو گا۔

فتوائے امام احمد رضا محدیث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

چونکہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی ہر تحریر اہلسنت کے لیے تسکین القلوب والارواح ہے اسی لیے تبر کاً آپ کا فتوی حاضر ہے۔

استفتاء

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جمعہ یا شب جمعہ کے سوا کسی دن میں مسلمان کا انتقال ہو تو اس کو جمعہ کے سپرد کرنا یعنی جمعہ تک قبر پر بیٹھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب :۔ بعدِ دفن اتنی دیر بیٹھنا کہ ایک اونٹ ذبح کیا جائے اور اس کا گوشت تقسیم کر دیا جائے مسنون ہے صحیح مسلم شریف میں اس بارہ میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث وارد ہے اور زیادہ دیر یا دنوں تک بیٹھنا بھی ممنوع نہیں بلکہ وہاں لغو بے ہودہ باتیں کرنے، ہنسنے وغیرہ غفلت و قسوت کی حرکات سے بچیں اور تلاوت و درود خوانی اور اعمالِ

جسنہ میں مشغول رہیں کہ یہ امور موجبِ نزول رحمت ہوتے ہیں اور احیاء کے پاس ہونے سے مردے کا دل بہلتا ہے کما بیناہ فی حیاۃ الموات۔

جمعہ تک بیٹھنے کا منشاء غالباً وہ روایت ہے جو امام نسفی نے بحر الکلام میں ذکر فرمائی کہ مسلمان پر معاذاللہ معاذاللہ عذاب قبر اگر ہوتا ہے تو صرف جمعہ تک ہوتا ہے شبِ جمعہ آتے ہی اٹھالیا جاتا ہے۔ اور پھر عود نہیں کرتا۔ امام سیوطی اور علامہ علی قاری کو اگرچہ اس روایت میں توقف ہے مگر عقلاً و شرعاً امر نافع محض ہیں صرف احتمال کافی ہوتا ہے اگر یہ روایت مطابق واقع ہے تو جب تک معاذاللہ اندیشہ تھا ایصالِ ثواب و استنزال برکات ذکر و قرآن سے اس کی مدد کی گئی جب جمعہ آگیا خود رحمت الٰہی اس کی متکفل ہوگئی اور اگر نا مطابق ہے تو اتنے دنوں آخر مسلمان محتاج کی مدد و نفع رسانی ہی ہوئی، اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعہ تم میں جو اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچاسکے پہنچائے رواہ مسلم عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بہر حال یہ کام خیر سے خالی نہیں جب کہ نیتہً یا عملاً اس کے ساتھ کوئی محذور شرعی نہ ہو۔ شرح الصدور شریف میں ہے۔

عمم النقسی فی بحرالکلام فقال ان الکافر یرفع عنہ العذاب یوم الجمعۃ ولیلتھا الی قولہ وھو یحتام الی دلیل اھ اسی طرح منح الروض الازہر میں ہے واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صف ۱۴)

تر ٹہنی والی حدیث

کھجور کی تر شاخ والی حدیث گزری ہے جس میں ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا "یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا" اس لیے کہ جب تک یہ شاخیں ہری رہیں گی، ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔" (بخاری شریف وغیرہ)

فوائد الحدیث :۔ اس حدیث پاک سے درج ذیل امور ثابت ہوئے۔

(۱) حضور اکرم ﷺ سے عالم برزخ کا حال بھی پوشیدہ نہیں۔

(۲) قبروں والے اپنی زندگی میں جس گناہ کا ارتکاب کر کے گرفتار عذاب ہوئے تھے، آپ کو اس کا علم تھا۔

(۳) اس حدیث پاک نے ان لوگوں کے اس عقیدہ کو بھی باطل قرار دے دیا جو یہ کہتے ہیں کہ روح کی قبر اور ہے۔ (جو کہ زمین پر نہیں، بلکہ اعلیٰ علیین یا سجین میں ہوتی ہے) اور عذاب روح کو ہوتا ہے جسم کو نہیں ہوتا۔)

(۴) حضور اقدس ﷺ نے قبر پر تر شاخیں رکھ کر اسے باعث تخفیف عذاب قرار دیا اور امت کو بتادیا کہ زندوں کی مختلف کارروائیوں سے بھی مردگانِ کے عذاب کی تخفیف ہوتی رہتی ہے قبر پر تر شاخ رکھنا ہے اس کی ایک کڑی ہے۔

ازالہ وہم

بعض لوگ وہم کرتے ہیں کہ نا معلوم عذاب میں تخفیف شاخوں کی وجہ سے ہوئی یا کسی اور وجہ سے اگر صرف شاخوں کو عذاب میں تخفیف کا

سبب قرار دیا جائے تو پھر سوکھنے کے بعد بھی شاخوں کا قبر پر ہونا باعث تخفیف عذاب ہونا چاہیے تھا حالانکہ ایسا نہیں معلوم ہوا کہ تخفیف عذاب کا باعث صرف وہ تر شاخیں ہی نہیں بلکہ ان کی وہ تسبیح ہے جو وہ پڑھتی ہیں کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ۔

وان من شیئٍ الاّ یسبّح بحمدہ (پ ۱۵ بنی اسرائیل)
(ترجمہ) "ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے"

فائدہ

چونکہ شاخوں کا سوکھ جانا ان کی موت ہے اور موت سے تسبیح ختم ہوگئی لہذا ثابت ہوا کہ تخفیف عذاب کا باعث شاخوں کی تسبیح تھی جب شاخوں کی تسبیح باعث تخفیف عذاب قبر ہے تو پھر بندوں کی تسبیح بھی یقیناً باعث تخفیف عذاب ہوگی۔

ردّ وہابیہ از اسلاف صالحین رحمہم اللہ

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث پاک کے تحت نقل فرماتے ہیں کہ "جب نباتات کی تسبیح سے تخفیف عذاب ہوسکتی ہے تو جب حافظِ قرآن اپنی پاک زبان سے قبر پر قرآن مجید کی تلاوت کرے، تو عذاب میں تخفیف بطریق اولیٰ ہوگی"

فائدہ :۔

یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قبروں پر پھول ڈالنا بھی جائز ہے کیونکہ کھجور کی

تر شاخوں کی طرح تر و تازہ پھول بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے ہیں۔

اسی لیے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فتاوی عزیزیہ جلد اول میں فرماتے ہیں۔

"قبر پر پھول اور خوشبو والی کوئی چیز رکھنا صاحبِ قبر کی روح کی مسرت کا باعث ہے اور یہ شرعاً جائز ہے"

بہر حال تر شاخ کی تسبیح تخفیف عذاب کر سکتی ہے تو کلام الہی کی تلاوت بطریق اولی تخفیف عذاب کر سکتی ہے جب کہ یہ امر صحابہ سے ثابت ہے چنانچہ ملاحظہ ہو،

قبور پر قرآن خوانی از انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت امام شعبی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كانت الانصار اذا مات لهم الميّت اختلفوا الى قبره يقرء ون له القرآن (شرح الصدور ص ٢٠٧)

ترجمہ: "انصار کا یہ طریقہ تھا کہ جب ان کا کوئی آدمی مر جاتا تو وہ بار بار اس کی قبر پر جاتے اور اس کے لیے قرآن کریم تلاوت کرتے،

انتباہ: فقہاء کرام کی عبارات سے انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل بھاری ہے اور یہ حوالہ فقیر نے بار بار لکھا ہے تا کہ ناظرین یقین کریں کہ قبر پر قرآن خوانی کا طریقہ اہلسنت کو صحابہ کرام سے وراثت میں ملا ہے، دیوبندیوں، وہابیوں کا اسے بدعت کہنا ان کا دین سے بغاوت کی علامت ہے۔ وما علينا الا البلاغ

سوالات و جوابات

سوال ۱ :۔ قبر پر قرآن پڑھنے کے لیے حفاظ وغیرہ بٹھانا بدعت ہے خیر القرون میں اس کا ثبوت نہیں۔

جواب :۔ یہ مخالفین کا پرانا حربہ ہے جو اہلسنت کے اکثر مسائل پر اس سوال سے اپنے مذہب کی گاڑی چلاتے ہیں، الزامی جواب تو وہی ہے جو انہیں بتاتے رہتے ہیں بہت سے امور صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین میں نہیں تھے لیکن ہم سب ان پر عمل کر رہے ہیں مثلاً مسجد پکی بنانا اور اس کے کئی ڈیزائن اور مینار، محراب، وغیرہ خیر القرون میں نہیں تھے۔ اب ہر مسجد اس مسجد کی تعمیر کے خلاف ہے جو خیر القرون میں تھی۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب "بدعت ہی بدعت"

(جواب ۲) اصل عمل تو خیر القرون اور اصول اسلام پر ہوتا ہے اس کے طریقے تبدیل ہوتے رہتے ہیں مثلاً قرآن مجید حضور سرور عالم ﷺ کے زمانہ اقدس میں یکجا جمع نہ تھا اور اس پر نقطے اور اعراب زبر، زیر پیش نہیں تھے) اس کے ساتھ بے شمار طریقے بدلے ہیں تو یہ تمام طریقے بدعت ہیں لیکن یہ مخالفین کو گوارہ ہیں تو تو فی سبیل اللہ فساد کا خیال نہ ہو تو اہلسنت کے اکثر مسائل بھی تسلیم کرلیں۔

(جواب ۳) حضور سرور عالم ﷺ کی احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام کا معمول گزشتہ اوراق میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ قبور کے نزدیک چند لمحات بیٹھنا اور اس کے پاس قرآن کی آیات پڑھنا خیر القرآن میں مروج تھا صرف

یہی ہوا کہ اہلسنت نے ان دونوں کاموں کو ملا کر عمل کیا تو جب یہ فعل احادیث اور معمول صحابہ سے ثابت ہے تو بدعت کیوں؟ ہاں طریقہ کی تبدیلی ہے تو شریعت میں طریقے کی تبدیلی ناجائز نہیں بلکہ مروج ہے اس کے باوجود اگر کوئی نہیں مانتا تو ضد ہے اور ضد لاعلاج بیماری ہے۔

(سوال) حفاظ و قراء کو قبر پر پڑھنے کی اجرت دیجاتی ہے اور طاعت وبندگی پر اجرت دینا ناجائز ہے اگرچہ مقرر نہ ہو تب بھی قرینہ یہی ہے کہ جو کچھ انہیں دیا جاتا ہے وہ اجرت ہے اور یہ احادیث مبارکہ کے خلاف۔

مشکوۃ شریف میں بریدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کلام اللہ کو کمانے کا ذریعہ بنائے وہ قیامت میں بدشکل ہو کر آئے گا اور اسکے چہرے پر گوشت نہ ہوگا۔ صرف ہڈیاں ہی ہڈیاں ہوں گی۔

فائدہ: اسی حدیث کی رو سے کلام اللہ کی اجرت لینا دینا وغیرہ گناہ کبیرہ ہے۔

(جواب ۱) حضرت شاہ عبدالعزیز نے تفسیر فتح العزیز میں زیر تفسیر آیہ کریمہ انّ الذین یکتمون ما انزلنا کے لکھا ہے کہ اس آیت سے اور حدیثوں سے جو اس آیت کی تفسیر اور معنی میں وارد ہیں علماء نے ثابت کیا ہے کہ مزدوری اور اجرت علم دین کے پڑھانے اور لکھانے پر لینا حرام ہے کیونکہ پڑھنا اور علم دین کا فرض ہے ہاں معمولی سے حیلہ سے اس کا جواز ثابت ہو جائے گا مثلاً اس مزدوری کو اپنے کام کا معاوضہ مقرر کرلے تو وہ معاوضہ یا مزدوری اس کے اپنے کام کی ہوگی نہ کہ پڑھنے پڑھانے وغیرہ کی، مثلاً۔

اگر کوئی شخص کسی کے گھر جاکر قطع مسافت کر کے کسی کو علم دین کا پڑھائے یا لڑکوں صبح سے شام تک علم دین کی تعلیم کے واسطے قید میں رکھے یا

کسی مدرسے میں تعلیم کے واسطہ مقید ہو کر بیٹھے تو اجرت لینا اس قطع مسافت وغیرہ کی عوض میں ہے نہ مقابل تعلیم علم دین کے اور جن علمائے متاخرین نے تعلیم القرآن پر اجرت لینا جائز رکھا ہے وہ یہی صورت ہے اور اس سے یہی تعلیم مراد ہے مثلاً کوئی شخص کسی کو جا کر کہے کہ فلاں آیت مجھ کو سکھا دو پھر وہ اس سے مزدوری طلب کرے سو یہ اجرت باتفاق علمائے متقین و متاخرین حرام ہے، اس قاعدہ کو سمجھنے کے بعد اولاً اہلِ قبور کی قرآن خوانی اجرت پر نہیں ہوتی اگر کسی علاقہ میں ٹھہراتے ہیں یا پڑھنے والوں کو بطورِ اجرت کے کچھ دیا جاتا ہے شاید کہیں ایسا بھی ہوتا ہو چونکہ اجرت کا مسئلہ صاف ہو گیا اس لیے زیادہ ضرورت تحریر کی نہیں آخر جو شخص قبر پر آکر بالالتزام قرآن شریف پڑھتا ہے تو آنے یں اور بیٹھ کر پڑھنے میں اس کا وقت صرف ہوتا ہے اگر اس وقت کو وہ کسی دوسرے کام میں صرف کرتا ہے تو کچھ نہ کچھ اجرت ملتی ہے ایسی صورت میں اس کو جو کچھ اجرت دی جاتی ہے اس وقت صرف کرنے کی دی جاتی ہے اس تاویل کی تائید حدیث شریف سے ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ایک واقعہ پیش آیا تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم مزدوری لیں آپ نے فرمایا ان احق ما اخذتم علیہ اجر کتاب اللہ (بخاری) تم کتاب اللہ کی مزدوری کے زیادہ مستحق ہو۔

فائدہ:۔ اسی حدیث شریف سے فقہا نے استنباط فرمایا ہے چنانچہ کتاب جوھرہ نیرہ شرح قدوری کے باب الاجارہ میں ہے کہ

واختلفوا فی الاستیجار علی قراءة القرآن مدّةً معلومةً قال بعضهم لا یجوزو قال بعضهم یجوزو هو المختار اھ مدت معلومة تک قرآن خوانی پر عقدِ اجارہ کرنے میں علماء کا اختلاف ہے بعض نے فرمایا جائز نہیں ہے اور بعضوں نے فرمایا جائز ہے اور یہ دوسرا قول مختار للفتوی ہے۔

ازالہ وہم

جن فقہاء نے عدم جواز کا فرمایا ہے ان کی مراد وہی ہے کہ قرآن اور دینی امور کو حصول دنیا کے لیے کیا جائے۔

چنانچہ امام برکوی کتاب الطریقۃ المحمدیہ میں لکھتے ہیں۔" ومنها الوصية من الميت باتخاذ الطعام والضيافة يوم موته اوبعده وباعطاء دارهم لمن يتلوالقرآن لروحه اويسبح ويهلل وكلها بدع منكرات باطلة والما خود منها حرام للاخذ وهو عاص بالتلاوة والذكر لا جل الدنيا اھ مخلصاً"" یعنی یہ وصیت کرنا کہ موت کے دن یا اس کے بعد میت کی طرف سے طعام پکایا اور بطورِ مہمانی کھلایا جائے اور ان لوگوں کو درہم دینے کی وصیت کرنا جو میت کی روح کے لیے قرآن خوانی کریں گے یا تسبیح و تہلیل پڑھیں گے تو یہ کام بدعات سیئہ باطلہ سے ہیں اور جو کچھ اس وصیت کے مطابق لیا جائے گا وہ لینے والے کے لیے حرام ہو گا اور تلاوت وذکر الہی کرنے میں بایں وجہ گناہ گار ہو گا کہ اس نے یہ کام دنیا حاصل کرنے کے لیے کیے ہیں۔(البصائر صفحہ ۱۴۳)

لیکن اگر پڑھنے والے بے لوث ہوں اور ان کو جو کچھ دینے والے دیں وہ بطورِ صدقہ للمیت دیں نہ کہ بطور اجرت تو اس صورت میں لینا دینا جائز ہے۔ یہی طریقہ ہمارے ہاں مروج ہے اسی کو فقہاء جائز کہتے ہیں چنانچہ البصائر میں ہے۔

علا انه ان قراء احد لوجه الله تعالىٰ بنية خالصة واعطاه احد صدقة لا اجرة لاحرج فيه وذلك موقوف على النية ہاں اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے لیے خاص نیت کے ساتھ قرآن پڑھے اور کوئی شخص اس کو بطورِ صدقہ نہ کہ بطورِ اجرت کچھ دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ بات نیت پر موقوف ہے۔ (البصائر ص ۱۴۴)

سب کو معلوم ہے کہ ہمارے علاقوں میں یہ دستور ہے کہ پڑھنے والے تھوڑا بہت جو کچھ پڑھتے ہیں فی سبیل اللہ پڑھتے ہیں اور ان کو دینے والے جو کچھ دیتے ہیں میت کی طرف سے صدقہ کے طور پر دیتے ہیں لہذا اس قسم کے لین دین میں کوئی حرج نہیں۔

لطیفہ

دورِ حاضرہ میں دینی امور کی تنخواہیں تاویل پر چل رہی ہیں ورنہ اذان امامت، درس تدریس، افتاء وعظ و تبلیغ وغیرہ پر تنخواہیں لینا دینا جائز ہے تو قبور پر پڑھنے والوں کو کچھ دینا کیوں ناجائز ہے صرف اس لیے کہ اس سے مردہ کی بخشش کی امید ہے اور یہ تم نہیں چاہتے تو تم جانو۔

آخری گزارش

فقیر نے قرآن خوانی بر قبر کے نہایت مضبوط و مستحکم دلائل عرض کر دیئے ہیں طالبِ حق کے لیے کافی و وافی ہیں ضدی اور ہٹ دھرم کے ہم نہ ذمہ وار ہیں اور نہ وہ ہماری بات مانے گا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری کاوش ہمارے لیے توشہ راہِ آخرت اور عوامِ اہلِ اسلام کے لیے مشعلِ راہ ہدایت بنائے (آمین)

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور پاکستان

۱۵ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ بروز اتوار

۲۳ جنوری ۲۰۰۰ء بعد صلوٰۃ الظہر
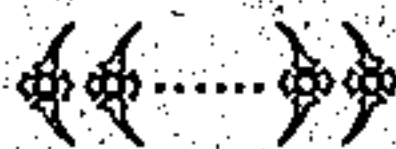
اَلْحَمْدُ لِلّٰہ!

اِس پُرفتن دور میں بھی ایسے **ولیٔ کامل**

موجود ہیں جو عوام النّاس کے ایمان کی حفاظت کی فکر میں لگے رہتے ہیں انہی **ولی کامل** نے فرمایا کہ

روزانہ اس طرح توبہ کر لیا کرو۔

یَا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر مجھ سے کوئی کلمۂ کفر سرزد ہو گیا ہو تو اس سے توبہ کرتا ہوں۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

ہ

قطبِ مدینہ پبلشرز